تعلیماتِ اہلبیتؑ

درجہ ہفتم

ادارہ فروغ تعلیماتِ اہلبیتؑ

Darjae Huftum

فہرست

۱۔ ہمارے عقائد ------------------- ۷
۲۔ ہمارے رسولؐ کے اخلاق --------------- ۱۳
۳۔ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام ------------ ۲۴
۴۔ حضرت امام علی رضا علیہ السلام ------------ ۳۳
۵۔ حضرت ابوذر غفاریؓ -------------- ۴۳
۶۔ غزوۂ خندق ----------------- ۵۱
۷۔ اسلامی معاشرے کے آداب ------------- ۵۹
۸۔ محنت کی عظمت ----------------- ۶۷
۹۔ پانی کی قسمیں ----------------- ۷۱
۱۰۔ نجاسات ------------------- ۷۵
۱۱۔ شرائطِ وضو ----------------- ۷۹
۱۲۔ مبطلاتِ نماز ----------------- ۸۴
۱۳۔ روزے کے احکام --------------- ۸۹
۱۴۔ سورۃ الاعلیٰ ----------------- ۹۵
۱۵۔ اقوالِ زرّیں ----------------- ۹۹

Darjae Huftum

ہمارے عقائد

سوال : دین اسلام کتنے حصّوں پر مشتمل ہے ؟

جواب : دین اسلام دو حصّوں پر مشتمل ہے

۱) عقیدہ جسے اصول دین کہتے ہیں

۲) عمل جسے فروع دین کہتے ہیں

سوال : اصول دین کتنے ہیں اور کون کون سے ہیں ؟

جواب : اصول دین پانچ ہیں :

۱) توحید (۲) عدل (۳) نبوت (۴) امامت (۵) قیامت

توحید

سوال : توحید سے کیا مراد ہے ؟

جواب : توحید سے مراد اللّٰہ کے وجود اور اس کے ایک ہونے پر اعتقاد رکھنا ہے ۔

سوال : اس کائنات کا خالق کون ہے ؟

جواب : ہمارا اور پوری کائنات کا پیدا کرنے والا اللّٰہ ہے ۔

سوال : صفات ثبوتیہ کسے کہتے ہیں ؟

جواب : اللّٰہ میں جو صفات پائی جاتی ہیں، انہیں صفات ثبوتیہ کہتے ہیں ۔ ان میں سے مشہور صفات یہ ہیں :

Darjae Huftum

۱) قدیم:

یعنی اللہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔

۲) قادر:

یعنی اللہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے، جو کام چاہے کرے، جو چاہے نہ کرے۔

۳) عالِم:

یعنی اللہ ہر چیز کا جاننے والا ہے، کوئی چیز اس سے پوشیدہ نہیں۔

۴) مُدرِک:

یعنی اللہ بغیر آنکھ کے سب کچھ دیکھتا ہے اور بغیر کان کے سب کچھ سنتا ہے۔

۵) حئی:

یعنی اللہ ہمیشہ سے زندہ ہے اور ہمیشہ زندہ رہے گا۔

۶) مُرید:

یعنی اللہ ہر کام اپنے ارادے اور اختیار سے کرتا ہے۔ وہ کسی کام کے کرنے پر مجبور نہیں۔

۷) متکلّم:

یعنی اللہ جس چیز میں چاہے آواز پیدا کر دیتا ہے، مثلاً درخت

Darjae Huftum

میں آواز پیدا کر کے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے بات کی۔

۸) صادق:

یعنی اللہ ہر بات میں سچا ہے۔

سوال: صفاتِ سلبیہ کسے کہتے ہیں؟

جواب: اللہ میں جو صفات نہیں پائی جاتیں، انہیں صفاتِ سلبیہ کہتے ہیں۔ وہ یہ ہیں:

۱) مُرکّب نہیں:

یعنی اللہ نہ کسی چیز سے مل کر بنا ہے نہ اللہ سے مل کر کوئی چیز بنی ہے۔

۲) جسم نہیں:

یعنی اللہ کسی قسم کی جسمانیت نہیں رکھتا۔

۳) مکان نہیں:

یعنی اللہ کے رہنے کی کوئی مخصوص جگہ نہیں، وہ ہر جگہ موجود ہے۔

۴) حُلول نہیں:

یعنی نہ اللہ کسی چیز میں سما سکتا ہے اور نہ اس میں کوئی چیز سما سکتی ہے۔

۵) مرئی نہیں :
یعنی اللہ کو دنیا اور آخرت میں کہیں بھی دیکھا نہیں جاسکتا۔

۶) محلِّ حوادث نہیں :
یعنی اللہ میں بدلنے والی کوئی چیز نہیں ہے مثلاً پہلے جوان ہو، بعد میں بوڑھا ہوجائے وغیرہ۔

۷) شریک نہیں :
یعنی اللہ ایک ہے اور اس کا کوئی ساتھی نہیں۔

۸) صفات زائد بر ذات نہیں :
یعنی اللہ کی ذات و صفات الگ الگ نہیں ہیں، مثلاً اللہ کی ایک صفت علم ہے۔ ایسا نہیں کہ اللہ کی ذات الگ ہو اور اس کا علم الگ ہو، یعنی وہ پہلے جاہل رہا ہو اور بعد میں علم حاصل کیا ہو، بلکہ اللہ جب سے ہے اسی وقت سے عالم ہے۔

عدل

سوال : اللہ کے عادل ہونے سے کیا مراد ہے؟
جواب : اللہ کے عادل ہونے سے مراد ہے کہ وہ ہر طرح کے نقص

اور بُرائی سے پاک ہے ، لہٰذا اللہ ہر وہ کام ضرور کرتا ہے جو اچھا ہے اور کوئی ایسا کام ہرگز نہیں کرتا جو بُرا ہے۔

سوال : اللہ نے انسان کو مجبور پیدا کیا ہے یا مختار؟

جواب : اللہ نے انسان کو چند باتوں میں مجبور رکھا ہے مثلاً پیدائش ، موت ، رعشہ طاری ہونا وغیرہ۔

اس کے برعکس اللہ نے انسان کو چند باتوں میں خود مختار رکھا ہے مثلاً چلنا پھرنا ، نماز پڑھنا ، گانا سننا وغیرہ۔

اس کی بہترین دلیل حضرت علی علیہ السلام نے پیش کی تھی۔ آپؑ سے جب کسی نے پوچھا کہ انسان کو اللہ نے مجبور پیدا کیا ہے یا مختار تو آپؑ نے سوال کرنے والے سے فرمایا:

"اپنا ایک پیر اٹھا لو"

اس نے ایک پیر اٹھا لیا۔ پھر آپؑ نے فرمایا:

"اب دوسرا پیر بھی اٹھا لو"

اس نے کہا:

"میں ایسا نہیں کرسکتا"

پس آپؑ نے فرمایا:

اَلْاَمْرُ بَیْنَ الْاَمْرَیْنِ

"معاملہ دونوں کے درمیان ہے"

Darjae Huftum

(یعنی بعض چیزوں میں انسان مختار ہے جیسے پہلا پیر اٹھانا اور
بعض میں مجبور، جیسے دونوں پیر ایک ساتھ اٹھانا)

سوال : کیا اللہ کا بندوں کو جزا و سزا دینا عدل کے مطابق ہے؟

جواب : جن باتوں میں اللہ نے انسان کو مجبور رکھا ہے ان پر جزا و سزا نہیں ہے۔ اللہ بندوں کو جزا و سزا صرف ان باتوں پر دیتا ہے جو بندوں کے اختیار میں ہیں مثلاً خدا نے نماز پڑھنے، روزہ رکھنے وغیرہ پر جزا اور گانا سننے، غیبت کرنے وغیرہ پر سزا رکھی ہے اور یہ عدل کے عین مطابق ہے۔

*****

Darjae Huftum

ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخلاق

ہمارے آخری رسول حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ سے پہلے عرب کے لوگ گمراہی اور جہالت کے اندھیروں میں ڈوبے ہوئے تھے۔ وہ نہ فقط بت پرست تھے بلکہ اخلاقی اعتبار سے انتہائی پست تھے۔ قبیلے ایک دوسرے کے دشمن تھے، قتل و غارت گری عام تھی، لوٹ مار کا دور دورہ تھا، شراب اور جوئے کو عیب نہیں سمجھا جاتا تھا۔ غریبوں، یتیموں اور بے سہارا لوگوں پر ظلم ڈھایا جاتا تھا اور بیٹیوں کو زندہ دفن کردیا جاتا تھا۔ غرض یہ کہ کوئی اخلاقی عیب ایسا نہ تھا جو ان لوگوں میں نہ پایا جاتا ہو۔ انتہا یہ تھی کہ لوگ اپنی اخلاقی پستیوں پر شرمندہ ہونے کے بجائے انہیں فخر سے اپنے اشعار میں بیان کرتے تھے۔

ایسے اخلاق سوز ماحول میں تبلیغ کے لئے ایسے ہادی کی ضرورت تھی جو اخلاق کی بلندیوں پر فائز ہو، تاکہ جب وہ اللہ کا پیغام پہنچائے تو لوگ ان کے اخلاق سے متاثر ہوکر ان کی بات توجہ سے سنیں۔ اسی مقصد کے لئے اللہ نے ہمارے پیارے نبی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو اس دنیا میں بھیجا، جن کے اخلاق کی گواہی قرآن نے ان الفاظ میں دی:

وَاِنَّكَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِيْمٍ ۝

"اور بے شک آپؐ بلند ترین اخلاق کے درجے پر ہیں۔"

سورۃ القلم آیت ۴

ہمارے پیارے نبی ﷺ کے اعلان رسالت سے پہلے ہی لوگ آپ ﷺ کے اخلاق سے بے حد متاثر تھے۔ ایسے بدترین ماحول میں بھی کسی نے آپ ﷺ کی زبان سے جھوٹ نہ سنا۔ لوگ آپ ﷺ پر اتنا اعتماد کرتے تھے کہ بے دھڑک اپنی امانتیں آپ ﷺ کے پاس رکھوایا کرتے تھے۔ آپ ﷺ کی راست گوئی اور امانت داری اتنی مشہور ہوئی کہ لوگ آپ ﷺ کو "صادق" اور "امین" کے القاب سے یاد کرتے تھے۔

آپ ﷺ لوگوں سے بے حد خوش اخلاقی سے پیش آتے تھے۔ آپ ﷺ کے لبوں پر مسکراہٹ رہتی تھی، مخاطب سے شائستہ اور دھیمے لہجے میں بات کرتے تھے، کبھی کوئی ایسی بات نہ کرتے جس سے کسی کو تکلیف پہنچے۔ بے حد سادہ زندگی بسر کرتے تھے، کسی کھانے کو بُرا نہ کہتے تھے، جو کچھ اور جیسا کچھ سامنے آتا کھا لیتے۔ خادموں کو اپنے ساتھ کھانے میں شریک کرتے تھے اور کام میں ان کا ہاتھ بٹاتے تھے۔ لوگوں کو سلام کرنے میں پہل کرتے تھے۔ جو وعدہ کرتے، اسے پورا کرتے تھے۔ پاکیزگی اور صفائی کو بے حد پسند کرتے تھے۔ غرض یہ کہ

Darjae Huftum

کوئی ایسی خوبی نہ تھی جو آپ ﷺ میں بدرجۂ کمال نہ پائی جاتی ہو۔

ام المومنین حضرت خدیجہؓ آپ ﷺ کے اخلاق کے بارے میں فرماتی ہیں:

"میں دیکھتی ہوں کہ آپؐ اپنے عزیز و اقرباء پر شفقت فرماتے ہیں، سچ بولتے ہیں، بیواؤں اور یتیموں کا خیال رکھتے ہیں، بےکسوں کی دستگیری فرماتے ہیں، مہمان نواز ہیں اور مصیبت زدہ لوگوں کی مددکرنے والے ہیں"

حضور اکرم ﷺ خود اپنی بعثت کا مقصد ان الفاظ میں بیان فرماتے ہیں:

بُعِثْتُ لِاُتَمِّمَ مَكَارِمَ الْاَخْلَاقِ

"مجھے اخلاق کی تکمیل کے لئے مبعوث کیا گیا"

ہمارے نبی ﷺ نے پوری زندگی اپنی بعثت کے مقصد کو پورا کرتے ہوئے گزاری۔ آپ ﷺ کی زندگی کا ہر ہر لمحہ ہمارے لئے مشعلِ راہ ہے۔ آپ ﷺ کی سیرت کے ہر ہر واقعہ میں ہمارے لئے بہترین دروس پوشیدہ ہیں۔ ان میں سے چند واقعات یہ ہیں:

دشمن سے حسن سلوک:

حضور اکرم ﷺ کے اعلان رسالت کے بعد مکہ کی ایک بُت

Darjae Huftum

پرست عورت آپ ﷺ پر روزانہ کُوڑا کرکٹ پھینکا کرتی تھی۔ ایک دن آپ ﷺ کا گزر اس کے گھر کے پاس سے ہوا لیکن آپ ﷺ پر کوڑا کرکٹ نہ پھینکا گیا۔ حضور ﷺ کو تعجّب ہوا اور آپ ﷺ نے اس کی وجہ دریافت کی تو معلوم ہوا کہ وہ عورت بیمار ہے۔ آپ ﷺ اس بُت پرست عورت کی عیادت کیلئے اس کے گھر تشریف لے گئے۔ اس نے آپ ﷺ کو دیکھا تو سمجھی کہ آپ ﷺ اس سے بدلہ لینے آئے ہیں، چنانچہ اس نے کہا:

"آپؐ اس وقت بدلہ لینے آئے ہیں جب میں بیمار ہوں۔"

حضور ﷺ نے فرمایا:

"مجھے معلوم ہوا کہ تم بیمار ہو تو میں تمہاری عیادت کیلئے آیا ہوں۔"

اس عورت پر حضور ﷺ کے اخلاق کا گہرا اثر ہوا اور وہ پوچھنے لگی:

"کیا آپؐ کا دین ایسی باتوں کی تعلیم دیتا ہے؟"

حضور ﷺ نے فرمایا:

"ہاں"

یہ سن کر اس بُت پرست عورت نے کلمۂ اسلام پڑھ لیا۔

بزرگوں کی مدد :

مکّہ کی ایک بُڑھیا اپنے سر پر لکڑیوں کا بوجھ لئے اپنے گھر جا رہی تھی ۔ حضور ﷺ کی نگاہ اس پر پڑی تو آپ ﷺ آگے بڑھے اور بڑھیا سے کہا :

"لائیے ، یہ بار میں آپ کے گھر تک پہنچا دوں"

بُڑھیا نے لکڑیاں آپ ﷺ کے حوالے کیں جنہیں آپ ﷺ نے اس کے گھر تک پہنچا دیا ۔ بُڑھیا آپ ﷺ کے اخلاق سے متاثر ہوئی اور اس نے شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا :

"مجھے تم بہت اچھے انسان لگتے ہو ، میں تمہیں ایک نصیحت کرتی ہوں ۔ مکہ میں آج کل ایک جادوگر آیا ہے اور لوگوں کو اپنی باتوں سے بہکا رہا ہے ، تم اس کی باتوں میں نہ آجانا"

حضور ﷺ نے یہ سن کر کچھ نہ کہا اور رخصت ہونے لگے ۔ بُڑھیا نے آپ ﷺ سے کہا :

"کیا میں اپنے محسن کا نام جان سکتی ہوں؟"

آپ ﷺ نے فرمایا :

"محمد"

بُڑھیا نے چونک کر پوچھا:

"کیا وہی محمد جسے لوگ جادوگر کہتے ہیں؟"

آپ ﷺ نے فرمایا:

"ہاں، وہی محمد"

بُڑھیا نے کہا:

"مگر میں نے تو تم میں کوئی بری بات نہیں دیکھی، کیا تمہارا دین یہ تعلیم دیتا ہے کہ بزرگوں کی مدد کی جائے؟"

آپ ﷺ نے فرمایا:

"ہاں"

یہ سن کر بُڑھیا مسلمان ہوگئی۔

عجز وانکساری:

ایک مرتبہ حضور ﷺ اپنے اصحابؓ کے ساتھ سفر میں تھے۔ آپ ﷺ نے حکم دیا کہ کھانے کیلئے گوسفند ذبح کیا جائے۔ ایک صحابیؓ نے عرض کی:

"گوسفند ذبح میں کروں گا"

دوسرے صحابیؓ نے کہا:

"اس کی کھال میں اتار وں گا"

ایک اور صحابیؓ نے کہا :

"گوشت پکانے کا کام میرے ذمّہ ہوگا"

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:

"آگ کے لئے لکڑیاں میں جمع کروں گا"

صحابہ کرامؓ نے عرض کی :

"یارسول اللہؐ : ہم موجود ہیں ، ہم لکڑیاں جمع کریں گے ۔ آپؐ کو زحمت کرنے کی ضرورت نہیں"

آپ ﷺ نے فرمایا :

"مجھے یہ پسند نہیں کہ اپنے آپ کو تم پر ترجیح دوں کیونکہ خدا کسی بندے سے یہ چیز پسند نہیں کرتا کہ وہ اپنے آپ کو دوسروں سے بالاتر سمجھے"

یتیموں سے شفقت :

حضور اکرم ﷺ اپنے اصحابؓ کے درمیان تشریف فرما تھے کہ ایک بچہ آپ ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا :

Darjae Huftum

"یا رسول اللہؐ! میرے باپ کا انتقال ہوچکا ہے۔
میں اپنی ماں اور بہن کے ساتھ رہتا ہوں اور
ہمارا کوئی سرپرست نہیں۔ خدا نے آپؐ کو جو
کچھ عطا کیا ہے، اس میں سے آپؐ ہماری مدد
کیجئے"

پیغمبر اسلام ﷺ نے اپنے صحابی حضرت بلالؓ سے فرمایا:

"ہمارے گھر جاکر تلاش کرو اور جو غذا
تمہیں ملے، وہ لے آؤ"

حضرت بلالؓ تلاش کرکے آپ ﷺ کے گھر سے اکیس خُرمے لے
آئے۔ آپ ﷺ نے یہ خُرمے بچے کو دیے اور فرمایا:

"سات خرمے تمہارے، سات تمہاری بہن اور
سات تمہاری والدہ کیلئے ہیں"

اسی دوران آپ ﷺ کے ایک صحابی حضرت معاذؓ نے اس بچّے کے سر
پر دست شفقت پھیرا اور اس کے لئے دعا کی۔ پیغمبر اسلام ﷺ نے
حضرت معاذؓ سے فرمایا:

"اس بچے کے بارے میں میں نے تمہاری
محبت دیکھی۔ جو کسی یتیم کی سرپرستی کرتا
ہے اور اس کے سر پر دست شفقت پھیرتا ہے تو

Darjae Huftum

جتنے بال اس کے ہاتھ کے نیچے آئیں گے، خدا
ان کے عوض اسے بہتر جزا دیتا ہے۔ اس کے گناہ
معاف کردیتا ہے اور اس کے درجات بلند کردیتا
ہے"

مُساوات کا درس:

پیغمبر اسلام ﷺ کی بزم میں امیر غریب، عربی عجمی، سیاہ سفید ہر قسم کے لوگ شرکت کرتے تھے۔ آپ ﷺ ان تمام لوگوں سے محبت سے پیش آتے تھے اور کبھی رنگ، نسل یا دولت کی بنیاد پر ان میں تمیز نہ کرتے تھے۔ آپ ﷺ کے نزدیک فضیلت کا معیار صرف تقویٰ اور پرہیز گاری ہوا کرتا تھا۔

ایک مرتبہ حضرت سلمان فارسیؓ حضور ﷺ کے پاس بیٹھے تھے کہ ایک شخص آیا اور اس کی نگاہ حضرت سلمانؓ کے پھٹے کپڑوں، آفتاب سے جلے چہرے اور ورم شدہ ہاتھوں پر پڑی تو اس نے حضور ﷺ سے کہا:

"یارسول اللہؐ! جب ہم آپؐ کے پاس آتے ہیں تو یہ
فقیر پھٹا لباس پہنے آپؐ کے پاس ہوتا ہے۔ بہتر
ہے آپؐ اس سے فرمائیں کہ یہ آپؐ کے پاس کم آیا
کرے اور آپؐ سے دور بیٹھا کرے"

Darjae Huftum

آپ ﷺ نے جواب دیا:

"کسی انسان کو دوسرے انسان پر فضیلت نہیں
ہوا کرتی۔ عربی و عجمی، سیاہ و سفید سب کے
سب اللہ کے بندے اور حضرت آدمؑ کی اولاد ہیں۔
فضیلت اور شرافت، تقوٰی اور پرہیزگاری سے۔
ہوا کرتی ہے"

حضور اکرم ﷺ کی تبلیغ و اخلاق حسنہ کا نتیجہ نکلا کہ معاشرے میں ایک انقلاب برپا ہوگیا۔ وہ لوگ جو بت پرستی کرتے تھے، اب ایک اللہ کو ماننے لگے۔ قبیلے جو ایک دوسرے کے دشمن تھے، آپس میں بھائی بن گئے۔ لوٹ مار، قتل و غارت گری ختم ہوگئی، شراب اور جوئے کی لعنت سے معاشرہ پاک ہوگیا، عورتوں کو انکا صحیح مقام دیا جانے لگا۔ ایک بہت بڑی تبدیلی یہ ہوئی کہ لوگوں نے جاہلانہ رسوم و رواج کو چھوڑ دیا۔ اب اللہ کی خوشنودی ان کے پیش نگاہ ہوتی تھی اور انہوں نے اسلامی آداب کو اپنا شعار بنالیا۔

عزیز طالبعلمو!

ہمارے اخلاق اچھے ہوں تو ہم بھی معاشرے سے برائیوں کو ختم کرسکتے ہیں۔

Darjae Huftum

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ

"تمہارے لیے رسولؐ کی زندگی میں بہترین نمونۂ عمل ہے"

سورۃ الاحزاب آیت ۲۱

*****

سوالات

سوال نمبر۱ : حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے پہلے عرب کے لوگوں کی حالت کیا تھی؟

سوال نمبر۲ : امُ المؤمنین حضرت خدیجہؓ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اخلاق کے بارے میں کیا ارشاد فرمایا؟

سوال نمبر۳ : جب کسی شخص نے حضرت سلمان فارسیؓ کی غربت کی وجہ سے ان کے حضور اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے پاس بیٹھنے پر اعتراض کیا تو آپؐ نے اس کا کیا جواب دیا؟

سوال نمبر۴ : رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے اعلیٰ اخلاق اور تبلیغات کا معاشرے پر کیا اثر ہوا؟

Darjae Huftum

حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام

"میرے جانشین ، ساتویں رہبر اور بہترین خلق
خدا کی ولادت ہوئی ہے"

یہ الفاظ امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنے فرزند اور رسولِ خدا ﷺ کے ساتویں جانشین حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی ولادت کے موقع پر ارشاد فرمائے۔

ہمارے ساتویں امام حضرت موسیٰ کاظم علیہ السلام کی ولادت باسعادت ۷ صفر ۱۲۸ھ کو شہر ابوا میں ہوئی جو مدینہ سے قریب تھا۔ امامؑ کی والدہ کا اسمِ گرامی حمیدہ خاتون تھا۔ آپؑ کی کنیت ابُوابراہیم اور ابوالحسن اور مشہور القاب کاظم، عبدِ صالح اور بابُ الحوائج ہیں۔

ہمارے ائمہ علیہم السلام کا بچپن عام لوگوں کی طرح نہیں ہوتا۔ وہ ابتداء ہی سے اپنے مقصد زندگی کی طرف متوجّہ رہتے ہیں اور فضول کاموں سے دور رہتے ہیں۔ صفوان نامی شخص نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا:

"آپ کے بعد امام کون ہوگا؟"

امامؑ نے فرمایا:

"وہ فرزند جو لہو و لعب سے پرہیز کرتا ہو"

ایسے میں امام موسیٰ کاظم علیہ السلام جو ابھی کمسن تھے بکری کے بچے کے

ساتھ تشریف لائے اور اس سے فرما رہے تھے ۔

"اپنے رب کو سجدہ کر"

یہ دیکھ کر امام صادق علیہ السلام نے اپنے فرزند کو سینے سے لگایا اور فرمایا :

"میرا یہ فرزند لہو و لعب سے پرہیز کرتا ہے"

امام جعفر صادق علیہ السلام کے دور امامت میں بنُو اُمیّہ اور بنُو عبّاس باہم دست و گریباں رہے ۔ بالآخر ۱۳۲ھ میں بنُو عبّاس نے بنُو اُمیّہ کو شکست دیکر حکومت پر قبضہ کرلیا ۔ اس موقع پر امام صادق علیہ السلام نے فرمایا :

"ایک فتنہ نے دوسرے فتنہ کی جگہ لے لی"

آنے والے وقت نے ثابت کیا کہ بنُو عبّاس مظالم میں بنو امیہ سے بھی بازی لے گئے ۔ حکومت پر قابض ہوتے ہی ان کے ظلم کا سب سے زیادہ نشانہ ساداتِ کرام بنے ۔ امام جعفر صادق علیہ السلام بھی ان کے ظلم سے محفوظ نہ رہ سکے ۔ آپؑ کے گھر پر بار بار حملہ کیا گیا اور آگ لگائی گئی ۔ حالات اتنے سنگین کردیے گئے تھے کہ امامؑ اپنے حقیقی جانشین کی حفاظت کے خیال سے ان کے نام کو عام نہ کرسکے ، البتہ وقتاً فوقتاً اپنے خاص ساتھیوں میں امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کو اپنے وارثِ حقیقی کے طور پر متعارف کرواتے رہے ۔ بالآخر ۱۴۸ھ میں

منصور دوانقی نے زہر دیکر امام جعفر صادق علیہ السلام کو شہید کردیا۔ یہیں سے ہمارے ساتویں امامؑ کی امامت کا آغاز ہوا۔

امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے اپنی امامت کی ابتداء ہی سے اپنے والد کی جگہ مدرسوں میں درس و ہدایت کی ذمّہ داریاں سنبھال لیں۔ لوگ علم کو محفوظ کرنے کے لئے قلم و دوات اپنے ساتھ لاتے اور جو کچھ آپؑ فرماتے، اسے تحریر کرلیتے تھے۔ آپؑ کے شاگردوں کی فہرست طویل ہے جن میں ھشام بن حکم، یونس بن عبدالرّحمن اور علی بن یقطین مشہور ہیں۔

امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کا تعلق خاندانِ نبوت سے تھا جو عبادت میں اپنا ثانی نہیں رکھتا۔ آپؑ اپنے زمانے کے سب سے بڑے عابد و زاہد تھے۔ آپؑ رات بھر خدا کی عبادت میں مشغول رہتے تھے۔ خوفِ خدا سے اتنا روتے تھے کہ آپؑ کی ریش مبارک آنسوؤں سے تر ہوجاتی تھی۔ قران مجید کی تلاوت نہایت اچھی آواز میں فرماتے تھے۔ لوگ آپؑ کی تلاوت سننے جمع ہوجاتے تھے اور امامؑ کے ساتھ ان پر بھی گریہ طاری ہوجاتا تھا۔ کثرت عبادت کی وجہ سے لوگ آپؑ کو "عبدِ صالح" کہتے تھے۔ جب ہارون رشید نے امامؑ کو زندان میں قید کیا تو امامؑ کی زبان پر یہ جملے آئے:

"خدایا! ساری تعریفیں تیرے لئے ہیں جس نے

Darjae Huftum

مجھے عبادت کیلئے ایسی جگہ عطا کی جہاں
تنہائی میں میں تیرا ذکر کرسکوں"

اس ارشاد سے واضح ہوتا ہے کہ آپؑ عبادتِ خدا کے کس قدر عاشق تھے۔

دیگر ائمہ معصومین علیہم السلام کی طرح امام موسیٰ کاظم علیہ السلام بھی بے حد سخی تھے۔ رات کی تاریکی میں بیواؤں، یتیموں اور مسکینوں کی خبرگیری کرتے تھے۔ کوئی سائل کبھی آپؑ کے در سے خالی ہاتھ نہیں گیا۔ اسی لئے آپؑ کو "بابُ الحوائج" بھی کہتے ہیں۔

امام موسیٰ کاظم علیہ السلام اعلیٰ اخلاق کے مالک تھے۔ لوگ جہالت اور نادانی کی بنا پر کبھی امامؑ کی شان میں نازیبا الفاظ استعمال کرتے لیکن آپؑ غصّہ کو پی جاتے اور انہیں اخلاق و کردار کی تعلیم دیتے۔ یہ صفت اتنی مشہور ہوئی کہ آپؑ کا لقب "کاظِم" (غصّہ کو پی جانے والا) آپؑ کے نام کا حصہ بن گیا۔ آپؑ کا ارشاد ہے:

"جو شخص اپنے غیظ و غضب کو لوگوں سے
روکے رکھتا ہے تو قیامت میں وہ خدا کے
غیظ و غضب سے محفوظ رہے گا"

امامؑ جہاں ایک طرف خود اخلاقِ حسنہ و عبادتِ خدا کے اعلیٰ درجات پر فائز تھے، وہیں دوسری طرف اپنے ماننے والوں سے بھی

تقاضہ کرتے تھے کہ وہ بھی ان صفات کو اپنا شعار بنائیں ۔ امامؑ ایسے لوگوں کو پسند نہیں کرتے تھے جو حقوقُ اللہ یا بندوں کے حقوق میں کوتاہی کریں ۔ امامؑ کے ایک قریبی صحابی علی بن یقطِین کو جب ہارون رشید کی جانب سے وزارت عظمٰی کی پیشکش ہوئی تو امامؑ نے اس شرط پر انہیں اجازت دی کہ وہ اپنے عہدہ کو مومنین کی مدد کے لئے استعمال کریں گے ۔ وزیراعظم بننے کے بعد ایک رات امامؑ کے ایک چاہنے والے صحابی ابراہیم جمّال ، علی ابن یقطِین سے ملاقات کو آئے ۔ علی ابن یقطین نے اپنی مصروفیات کی بنا پر ان سے اس وقت ملنے سے انکار کردیا ۔ کچھ عرصہ بعد علی ابن یقطِین مدینہ میں امامؑ سے ملاقات کو گئے ۔ امامؑ نے ان سے ملنے سے انکار کردیا ۔ ان کے پوچھنے پر امامؑ نے فرمایا کہ چونکہ انہوں نے ایک مومن ابراہیم جمّال سے ملنے سے انکار کیا تھا ، چنانچہ امامؑ بھی ان سے ملنے کو تیار نہیں ہیں ۔ علی ابن یقطِین جانتے تھے کہ جب تک وہ شخص جس کی دل آزاری ہوئی ہے خود معاف نہ کرے ، اللہ بھی انہیں معاف نہیں کرے گا اور امامؑ بھی راضی نہیں ہونگے ۔ چنانچہ وہ ابراہیم جمّال کے گھر گئے اور ان سے معافی طلب کی ۔ ابراہیم نے انہیں معاف کردیا لیکن علی ابن یقطِین فقط اس پر مطمئن نہ ہوئے اور زمین پر لیٹ گئے اور ابراہیم سے کہا کہ وہ جن پیروں سے چل کر ملنے آئے تھے، وہی پیر ان کے رخسار پر رکھ کر دبائیں تاکہ نشان آجائے،

Darjae Huftum

جسے معافی کی سند کے طور پر لے کر امامؑ کی بارگاہ میں جاسکیں۔
ابراہیم جمّال نے نہ چاہتے ہوئے بھی ایسا ہی کیا۔ اس کے بعد جب علی ابن یقطین خوش ہوکر امامؑ کی بارگاہ میں پہنچے تو امامؑ اپنے گھر کے دروازے پر استقبال کے لئے موجود تھے۔ آپؑ نے ان کو گلے لگایا اور فرمایا:

"ہمارے ماننے والے ایسے ہی ہوتے ہیں"

امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی زندگی کا ایک بڑا حصہ حاکمانِ وقت کی قید میں گزرا۔ بنو عباس کے حکمرانوں نے وقتاً فوقتاً آپؑ کو قید کرکے چاہا کہ لوگ آپؑ کے قریب نہ آسکیں اور حقیقی اسلام سے روشناس نہ ہوسکیں۔ قید میں بھی آپؑ نے عبادتِ خدا، صبر اور اخلاقِ حَسَنہ کے ذریعہ درس و ہدایت کا سلسلہ جاری رکھا۔ قید خانے کے نگراں آپؑ کی صفات دیکھتے تو حقیقی اسلام سے روشناس ہوتے اور آپؑ کے ہوکر رہ جاتے۔ ایک مرتبہ قید خانے کے ایک داروغہ نے، جو امامؑ کا چاہنے والا تھا، آپؑ کو حکومت سے چھپ کر اپنے گھر منتقل کردیا تاکہ آپؑ تنگ و تاریک کوٹھری کی بجائے بہتر جگہ رہ سکیں۔ امامؑ کو گھر کے پڑوس سے گانے کی آواز سنائی دی تو آپؑ نے فرمایا:

"اس گھر سے تو ہارون کا قید خانہ بہتر ہے
جہاں گانے کی آواز نہیں آتی"

Darjae Huftum

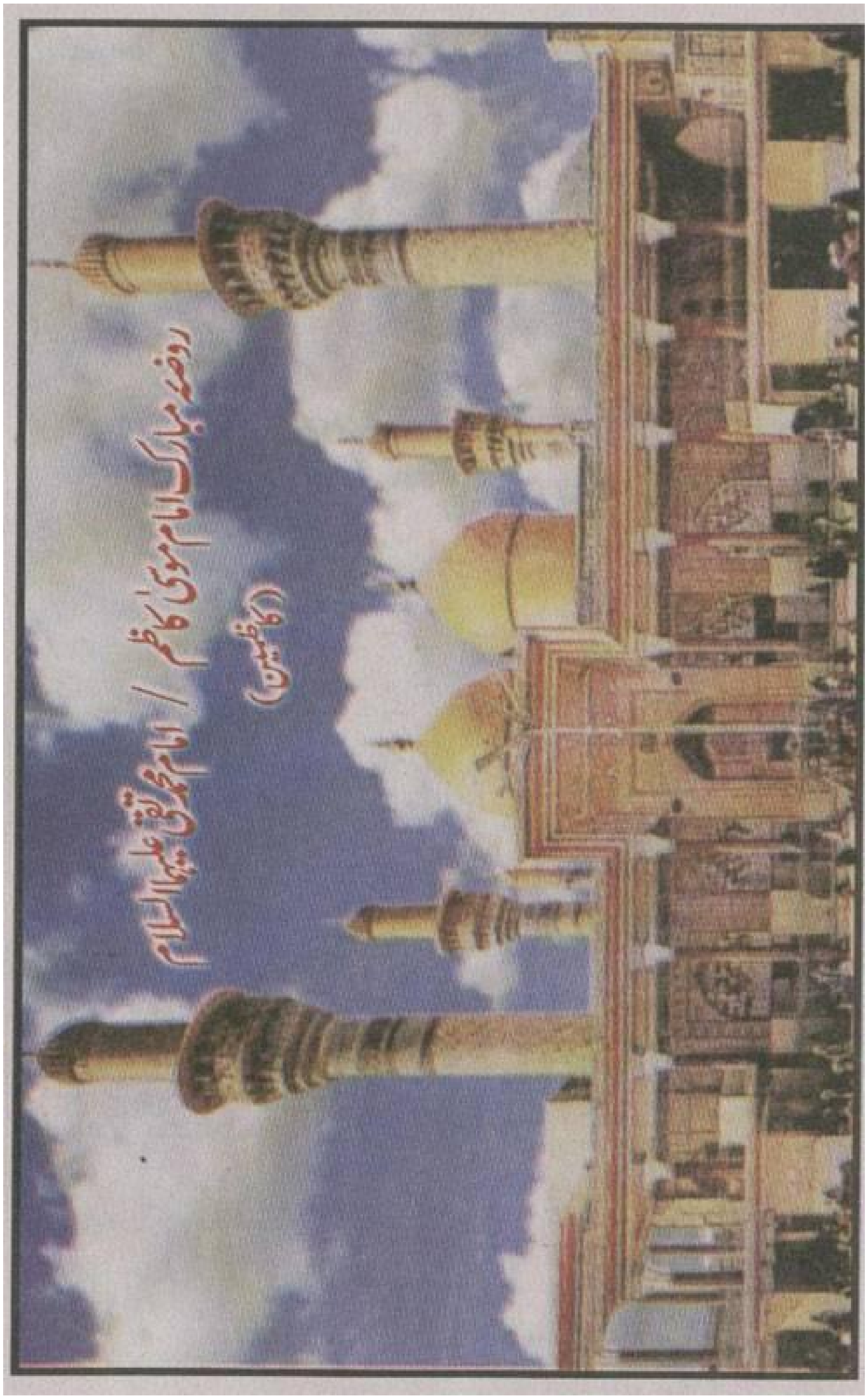

Darjae Huftum

ہارون رشید نے ۱۶۹ھ میں تختِ حکومت سنبھالا۔ اس سے جس قدر ممکن ہوا ساداتِ کرام پر ظلم و ستم کیے، امامؑ کو خصوصاً ہدف بنایا گیا۔ آپؑ کو بار بار گرفتار کیا جاتا رہا۔ آپؑ کو آخری بار ۱۷۵ھ میں اس وقت گرفتار کیا گیا جب آپؑ مسجد نبویؐ میں نماز ادا کر رہے تھے۔ اس گرفتاری کے بعد آپؑ کو رہائی نصیب نہ ہوئی۔ امامؑ اپنے گھر والوں سے آخری ملاقات بھی نہ کر سکے۔ آپؑ کو مختلف قید خانوں میں رکھا گیا جو اس قدر تنگ تھے کہ جہاں آپؑ نہ سیدھے کھڑے ہو سکتے تھے اور نہ ہی پیر پھیلا سکتے تھے اور تاریک اتنے کہ سورج کی روشنی کا گزر تک نہیں ہوتا تھا۔ بالآخر آپؑ کو قید خانے میں زہر دے دیا گیا جس کے اثر سے آپؑ نے ۲۵ رجب ۱۸۳ھ کو شہادت پائی۔ بعد شہادت ہمارے اس مظلوم امامؑ کا جسد مبارک ہتھکڑیوں اور بیڑیوں کے ساتھ بغداد کے پل پر رکھا گیا۔ تین دن بعد آپؑ کی تدفین عمل میں آئی۔ آپؑ کا روضۂ مبارک کاظمین (عراق) میں ہے۔

وہ شخص ملعون ہے جو

۔ اپنے مومن بھائی پر تہمت لگائے
۔ اپنے مومن بھائی کو دھوکہ دے
۔ اپنے مومن بھائی کو نصیحت نہ کرے
۔ اپنے مومن بھائی کی غیبت کرے

امام موسیٰ کاظم علیہ السلام

Darjae Huftum

سوالات

سوال نمبرا : وہ کیا حالات تھے جنکی وجہ سے امام جعفر صادق علیہ السلام اپنے حقیقی وارث حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی جانشینی کا عام اعلان نہ کر سکے ؟

سوال نمبر۲ : صفوان کو کیسے معلوم ہوا کہ امام جعفر صادق علیہ السلام کے بعد حضرت موسیٰ کاظم علیہ السلام رسول خدا صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے حقیقی جانشین ہیں؟

سوال نمبر۳ : علی ابن یقطِین کے واقعہ سے ہمیں کیا درس ملتا ہے ؟

سوال نمبر۴ : امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی نگاہ میں ملعون کون ہے ؟

حضرت امام علی رضا علیہ السلام

رسول اکرم ﷺ کے آٹھویں جانشین کا نام امیر المؤمنین علیہ السلام کے اسم مبارک پر "علی" رکھا گیا۔ آپؑ کی ولادت با سعادت ۱۱ ذیقعدہ ۱۴۸ھ کو مدینہ منورہ میں ہوئی۔ دیگر ائمہ معصومین علیہم السلام کی طرح آپؑ نے بھی پیدا ہوتے ہی خدا کی بارگاہ میں سجدہ کیا۔ آپؑ کے والد ہمارے ساتویں امام حضرت موسیٰ کاظم علیہ السلام تھے۔ آپؑ کی والدہ کا اسمِ گرامی نجمہ خاتون تھا جو بہت عقلمند، باایمان اور پرہیزگار خاتون تھیں۔ لوگ ان کو "طاہرہ" کے لقب سے یاد کرتے تھے۔ امام علی رضا علیہ السلام کی مشہور کنیت ابوالحسن اور مشہور القاب رضا، ضامن اور صابر ہیں۔

امام موسیٰ کاظم علیہ السلام اپنی آخری گرفتاری سے پہلے مدینہ میں مقیم تھے۔ اس وقت انہوں نے محسوس کرلیا تھا کہ حکومت وقت آزادی کے ساتھ زندگی گزارنے نہ دے گی، لہٰذا انہوں نے ایک وصیّت نامہ تحریر کیا جس میں امام علی رضا علیہ السلام کی جانشینی کا اعلان کیا تاکہ لوگ ان کے بعد راہ راست سے نہ بھٹکیں۔ اس وصیّت نامہ پر ساٹھ مُعزّز افراد کو گواہ بھی بنایا گیا۔

امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کو حکومت وقت نے ۱۸۳ھ میں زہر دیکر شہید کردیا۔ یہیں سے حضرت علی رضا علیہ السلام کا دورِ امامت

Darjae Huftum

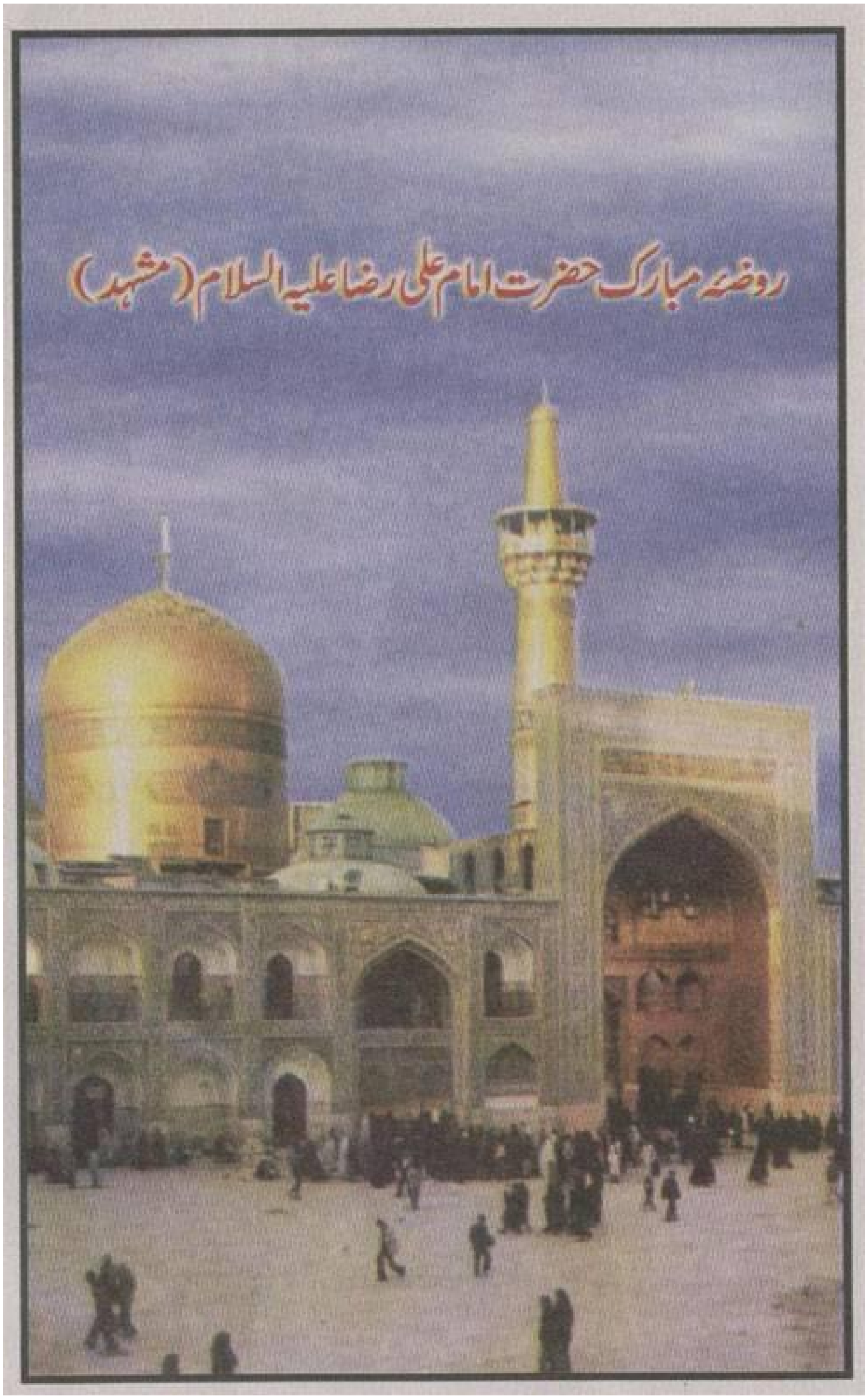

Darjae Huftum

شروع ہوا ۔ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کو حکومت وقت نے وقتاً فوقتاً قید میں رکھا ، اس وقت ہمارے آٹھویں امامؑ ہی کی ذات تھی جنہوں نے علوم آلِ محمدؐ کو زندہ رکھا ۔ آپؑ نے درس و تدریس کا یہ سلسلہ اپنے والد کی شہادت کے بعد بھی جاری رکھا ۔ امام جعفر صادق علیہ السلام کے بعد آپؑ ہی کو علوم اسلامی کی ترویج کا سب سے زیادہ موقع ملا ۔ آپؑ روضۂ رسول ﷺ پر رہتے ، لوگ آپؑ سے سوالات کرتے اور اپنی علمی پیاس کو بجھاتے تھے ۔

امام علی رضا علیہ السلام ہمارے دیگر ائمہؑ علیہم السلام کی طرح اپنے زمانے میں عبادت خدا، علم، اخلاق و دیگر صفاتِ حَسنہ کے سب سے اعلیٰ درجات پر فائز تھے ۔ آپؑ کے اخلاق کی بُلندی کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ آپؑ کی مجلس میں آنے والا کوئی شخص آپؑ سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا تھا ۔ ابراہیم بن عبّاس کا بیان ہے :

> "میں نے ہرگز نہیں دیکھا کہ امام رضا علیہ السلام نے بات میں کسی پر ظلم کیا ہو اور یہ بھی نہیں دیکھا کہ آپؑ نے کسی کی بات تمام ہونے سے پہلے کاٹ دی ہو ۔ کسی ضرورت مند کی ضرورت اگر پوری کرسکتے ہوتے تو اس کو رد نہیں کرتے تھے ۔ دوسروں کے سامنے پاؤں

نہیں پھیلاتے تھے۔ کبھی بھی کسی غلام سے
سختی سے بات نہیں کی۔ آپؑ کی ہنسی قہقہہ نہ
ہوتی بلکہ مسکراہٹ ہوتی تھی۔ جس وقت
دسترخوان چنا جاتا تھا اس وقت گھر کے تمام
لوگوں کو جمع کرتے تھے یہاں تک کہ اپنے
خادموں کو بھی اپنے ساتھ دسترخوان پر بٹھاتے
تھے اور وہ سب امامؑ کے ہمراہ کھاناکھاتے تھے۔
رات میں جاگتے زیادہ تھے اور سوتے کم تھے،
اکثر اوقات آپؑ صبح تک بیدار رہتے تھے۔ بہت
روزے رکھتے تھے اور ہر مہینے تین روزے
کبھی ترک نہیں فرماتے تھے۔ پوشیدہ طور سے
زیادہ کار خیر فرماتے تھے اور اکثر رات کی
تاریکی میں مخفی طور پر فقیروں کی مدد
فرمایاکرتے تھے۔"

امام علی رضا علیہ السلام مسندِ امامت پر جلوہ افروز ہوئے تو ہارون رشید کا دور حکومت تھا۔ ہارون کے انتقال کے بعد حکومت اس کے بیٹوں مامون اور امین کو ملی۔ اقتدار کی ہوس میں مامون اپنے بھائی امین کو قتل کرکے مُطلق العنان حکمران بن گیا۔ اس وقت مامون کی حکومت کو تین جانب سے خطرہ تھا، امین کے چاہنے والے بار بار حملہ

کر رہے تھے، دوسری جانب اپنے ہی لشکر کے سرداروں کی بغاوت نے مامون کو بدحواس کردیا تھا، تیسری جانب وہ ساداتِ کرام تھے جو ہارون کے زمانے میں سب سے زیادہ ظلم و ستم کا نشانہ بنے تھے اور مسلسل حکومت سے برسرِ پیکار تھے۔ مامون نے پریشان ہوکر سوچا کہ کسی طرح مخالفتوں کو کم کیا جائے۔ اس مقصد کے تحت اس نے امام علی رضا علیہ السلام کو ولی عہد بنانے کا فیصلہ کیا۔

مدینہ میں جب امامؑ کو مامون کا پیغام ملا تو آپؑ مجبوراً خراساں کی جانب روانہ ہوئے۔ آپؑ کو مامون کے سپاہی ایک غیر معروف راستے سے لیکر چلے۔ راستے میں آپؑ نے بندگانِ خدا کے فائدے کے لئے بہت سی کرامات دکھائیں۔ جب آپؑ نیشاپور پہنچے تو نماز ظہر کا ہنگام تھا، لوگوں کو وضو کے لئے پانی میسّر نہ تھا، چنانچہ آپؑ نے ایک چشمہ جاری فرمایا جو آج بھی "چشمۂ رضا" کے نام سے موجود ہے اور لوگ اس سے استفادہ کرتے ہیں۔ وہاں سے آپؑ طوس پہنچے جہاں پتھّر کے ظروف بنانے کا رواج تھا۔ لوگوں کی درخواست پر آپؑ نے دعا فرمائی جس کے اثر سے وہ پہاڑ نرم ہوگیا جس کے پتھّر سے برتن بنائے جاتے تھے۔ اس موقع پر لوگوں نے فخر سے کہا:

"حضرت داؤدؑ نے لوگوں کے لئے لوہا نرم کیا تھا
اور ہمارے لئے امامؑ نے پتھر کو نرم کر دیا ہے"

Darjae Huftum

اسی سفر کے دوران نیشاپور میں چوبیس ہزار کا مجمع آپؑ کی زیارت کے لئے اکٹھا ہوا ۔ ان کی درخواست پر آپؑ نے اپنی زیارت سے انہیں فیضیاب کرنے کے بعد فرمایا:

"میں نے اپنے والد موسیٰ ابن جعفرؑ سے، انہوں نے اپنے پدر جعفر ابن محمدؑ سے ، انہوں نے اپنے والد محمد ابن علیؑ سے، انہوں نے اپنے والد علی ابن حسینؑ سے، انہوں نے اپنے پدر بزرگوار حسینؑ ابن علیؑ سے، انہوں نے اپنے والد علی ابن ابی طالبؑ سے، انہوں نے اپنے چچا زاد بھائی رسول خدا حضرت محمد مصطفیٰؐ سے، انہوں نے امین وحی جبرئیلؑ سے اور انہوں نے خداوند تعالیٰ سے سنا کہ کلمہ لَااِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ میرا قلعہ ہے ، جو اس قلعہ میں داخل ہوا وہ میرے عذاب سے محفوظ ہوگیا"

امامؑ کی سواری اس کے بعد کچھ ہی آگے بڑھی تھی کہ آپؑ نے محمل کا پردہ اٹھایا اور فرمایا:

"لیکن اس عذاب سے محفوظ رہنے کے لئے شرائط بھی ہیں اور ان شرطوں میں سے ایک میں بھی ہوں"

Darjae Huftum

طویل سفر کے بعد جب آپؑ دارالحکومت مرو پہنچے تو مامون نے آپؑ کو ولی عہدی کی پیشکش کی ۔ امامؑ نے انکار فرمایا ۔ مامون کا اصرار بڑھتا گیا اور بالآخر اس نے ولی عہدی کی پیشکش قبول نہ کرنے پر امامؑ کو قتل کرنے کی دھمکی دی ۔ امامؑ نے ولی عہدی اس شرط پر قبول کی کہ آپؑ امورِ سلطنت میں دخل نہ دیں گے اور احکامِ خدا اور رسول ﷺ کے مُطابق مشورے دیں گے ۔

ولی عہد بننے کے بعد آپؑ کی سادگی اور اخلاق میں کوئی فرق نہ آیا ۔ آپؑ نے شاہی محل کی جگہ ایک سادہ سے گھر میں رہنا پسند فرمایا۔ بوریوں پر بیٹھ کر آپؑ احکام شریعت لوگوں تک پہنچاتے تھے ۔ امیر و غریب میں کوئی فرق نہ برتتے تھے۔ دسترخوان پر اپنے ساتھ غلاموں کو بٹھاتے تھے ۔ ایک مرتبہ درباری مزاج کے ایک شخص نے کہا:

"کیا یہ ممکن نہیں کہ آپؑ غلاموں کے کھانے کا انتظام الگ کر دیا کریں"

آپؑ نے فرمایا:

"ہم سب کا خدا ایک ہے ، سب کے باپ آدمؑ ہیں، اور سب کی ماں حوّا ہیں ، پھر دنیا میں یہ فرق کیسا ۔ آخرت میں ہر شخص اپنے اعمال کے حساب سے بدلہ پائے گا"

Darjae Huftum

آپؑ کے اخلاق حسنہ کا اثر تھا کہ لوگ آپؑ سے متاثر ہو رہے تھے اور صحیح اسلام کی معرفت حاصل کر رہے تھے۔ اسی ہنگام میں روزِ عید آیا۔ مامون نے اصرار کیا کہ آپؑ نماز عید پڑھائیں۔ آپؑ نے اس شرط پر نماز پڑھانے کی حامی بھری کہ آپؑ اس طرح نماز پڑھانے نکلیں گے جس طرح رسولِ خدا ﷺ نکلا کرتے تھے۔ مامون نے یہ شرط قبول کرلی۔ عید کے روز امامؑ نے غسل کیا، سفید عمّامہ سر پر رکھا اور برہنہ پا اس شان سے باہر تشریف لائے کہ زبان پر "اللہ اکبر" کی صدا تھی۔ آپؑ کی تکبیر کے ساتھ ساتھ درو دیوار سے اللہ اکبر کی آواز بلند ہونے لگی، ہزاروں لوگ آپؑ کے ساتھ چلنے لگے اور شان امامت دیکھ کر گریہ کرنے لگے۔ مسجد کی راہ میں لوگ آپؑ کے دیدار کے منتظر تھے، چھتوں پر عورتیں اور بچے زیارت کے لئے بے قرار تھے۔ وزیر اعظم فضل یہ حالت دیکھ کر گھبرایا اور مامون کو اِطّلاع دی کہ اگر امامؑ اس حالت میں مسجد پہنچ گئے تو انقلاب آجائے گا۔ مامون نے اس اِطّلاع پر امامؑ کو نماز پڑھانے سے روک دیا۔

ولی عہدی قبول کرنے کے بعد قلیل عرصے میں لوگوں کا جھکاؤ امامؑ کی طرف دیکھ کر مامون خائف ہوگیا اور اس نے آپؑ کو شہید کرنے کا فیصلہ کرلیا۔ بالآخر اس نے ۱۷ رصفر ۲۰۳ھ میں آپؑ کو زہر دیکر شہید کردیا۔ امام محمد تقی علیہ السلام باعجاز تشریف لائے اور آپؑ

Darjae Huftum

کو غسل و کفن دیا اور نماز میّت پڑھائی ۔ آپؑ کا روضۂ مبارک مشہد مقدّس، ایران میں ہے۔

نیک لوگ وہ ہیں جو:
- نیکی کریں تو خوشی محسوس کرتے ہیں
- برائی کریں تو طلب مغفرت کرتے ہیں
- جب ان کو کچھ دیا جائے تو شکر ادا کرتے ہیں
- جب مصیبت ہو تو صبر سے کام لیتے ہیں
- جب ان کو غصّہ آجائے تو درگزر کرتے ہیں

امام علی رضا علیہ السلام

*****

Darjae Huftum

سوالات

سوال نمبر۱ : مامون رشید نے امام علی رضا علیہ السلام کو ولی عہد بنانے کا فیصلہ کیوں کیا؟

سوال نمبر۲ : ولی عہدی قبول کرنے کے بعد امام علی رضا علیہ السلام کی طرز زندگی میں کیا فرق واقع ہوا؟

سوال نمبر۳ : مامون نے امام علی رضا علیہ السلام کو نماز عید پڑھانے سے کیوں روک دیا؟

سوال نمبر۴ : امام علی رضا علیہ السلام نے نیک لوگوں کی کیا صفات بیان کی ہیں؟

حضرت ابوذر غفاریؓ

اسلام سے قبل پورا عرب کفر و جہالت کی تاریکی میں ڈوبا ہوا تھا۔ لوگ دین خدا کی تعلیمات کو بھلا چکے تھے اور اپنے ہاتھوں کے بنائے ہوئے بتوں کی پوجا کرتے تھے۔ ایسے بدترین ماحول میں بھی کچھ لوگ ایسے تھے جو اس معاشرے سے بیزار تھے۔ وہ سوچا کرتے تھے کہ انسانوں کے ہاتھ کے بنائے ہوئے بت یا ان کے ہاتھوں کے اگائے ہوئے درخت کیسے کسی کے خدا ہوسکتے ہیں، پتھر اور لکڑی کی یہ چیزیں کیسے کسی کو نفع یا نقصان پہنچا سکتی ہیں۔ ان کے پاس اپنے ذہن میں اٹھنے والے ان سوالات کا جواب نہ تھا۔ ایسے لوگوں کو "حُنفاء" کہا جاتا ہے۔ بنی غفار کے ایک شخص "جَندب بن جُنادہ" کا شمار بھی انہیں میں تھا۔ آپ گھنٹوں جنگلوں میں بیٹھ کر سوچا کرتے تھے کہ سچا خدا کون ہے؟ آپ نے خود بھی کبھی بتوں کی پرستش نہ کی اور دوسروں کو بھی اس عمل سے باز رہنے کی تلقین کرتے رہے۔

جَندب بن جُنادہ کی زندگی اسی کشمکش میں گزر رہی تھی کہ آپ کو معلوم ہوا کہ مکہ میں ایک شخص لوگوں کو بت پرستی سے روک رہا ہے، ایک خدا کو ماننے کی دعوت دے رہا ہے اور خود کو اس خدا کا نبی کہہ رہا ہے۔ آپ نے اپنے بھائی کو اس بات کی تصدیق کے لئے مکہ بھیجا۔ آپ کے بھائی نے مکہ میں حضور اکرم ﷺ کی زبان سے پیغام

توحید سنا اور واپس آکر جندب بن جُنادہ کو بتایا۔ آپ کے دل میں بھی حضور ﷺ سے ملاقات کا اشتیاق بڑھا اور آپ مکہّ کی جانب روانہ ہو گئے۔

رسول اکرم ﷺ سے ملاقات میں آپ کو ان تمام سوالات کا جواب مل گیا جو آپ کے ذہن میں ایک مدت سے ابھر رہے تھے۔ آپ کا دل ایمان سے معمور ہو گیا اور آپ بے ساختہ پکار اٹھے۔

"اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ"

اسلام لانے کے بعد رسول خدا ﷺ نے آپؓ کا نام "عبداللہ" رکھا جو آپؓ کو بے حد پسند تھا، لیکن تاریخ میں آپؓ اپنے بیٹے "ذر" کی وجہ سے "ابوذر" کی کنیت سے مشہور ہوئے۔

حضرت ابوذرؓ کا دل اسلام سے اس طرح منور ہوا کہ وہ سراپا ایمان بن گئے۔ آپؓ کی خواہش تھی کہ اسلام کا پیغام ہر ایک تک پہنچے، چنانچہ آپؓ نے مکہ کے کافروں کے سامنے خدا کی توحید اور پیغمبر ﷺ کی رسالت کا اعلان کیا۔ جواب میں کافروں نے آپؓ پر حملہ کیا اور اتنا مارا کہ آپؓ موت کے قریب پہنچ گئے۔ اسکے بعد حضور ﷺ نے آپؓ سے فرمایا:

"اپنے قبیلے میں جاکر اسلام کا پیغام پہنچاؤ

Darjae Huftum

اور مجھ سے اس وقت آملنا جب میں
کھجوروں والی بستی (مدینہ) پہنچ جاؤں۔"

حضرت ابوذر غفاریؓ نے اپنے قبیلے میں پہنچ کر اپنے گھر والوں سے تبلیغ اسلام کا آغاز کیا۔ گھر والوں کے مسلمان ہونے کے بعد آپؓ نے سردار اور قبیلے کے دیگر لوگوں کو مشرف بہ اسلام کیا۔ تبلیغ کا سلسلہ آپؓ نے اپنے قبیلے تک محدود نہ رکھا بلکہ اس کے بعد اطراف کے قبائل اور گزرنے والے قافلوں کو اسلام کا پیغام سناتے رہے۔

ہجرت کے کچھ عرصے کے بعد حکم رسول ﷺ کے مطابق آپؓ بھی مدینہ پہنچے۔ حضور ﷺ کی صحبت اور تربیت کی وجہ سے آپؓ صحابہ کرامؓ کے ایسے گروہ میں شامل ہوگئے جو ایمان و عبادت کی وجہ سے عام لوگوں کے لئے ایک مثال تھا۔ اللہ کی نگاہ میں آپؓ کا مرتبہ اتنا بلند تھا کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

"خدا نے مجھے حکم دیا ہے کہ چار اشخاص سے
محبت کروں، علی، سلمان، ابوذر اور مقداد"

کائنات اور اس کے خالق کے بارے میں آپؓ بہت زیادہ غور و فکر کیا کرتے تھے۔ جوں جوں خدا کی معرفت بڑھتی گئی، آپؓ کے زہد و تقویٰ میں اضافہ ہوتا گیا۔ حضور ﷺ نے آپؓ کے بارے میں ارشاد فرمایا:

Darjae Huftum

"کسی کو عیسیٰ کا زہد و تقویٰ دیکھنا ہو تو
ابوذر کو دیکھ لے"

آپؓ اخلاق کے اعلیٰ مرتبہ پر فائز تھے۔ آپؓ کی ہمیشہ یہ کوشش تھی کہ آپؓ کی ذات سے کسی کو دکھ نہ پہنچے۔ آپؓ کی زبان سے کسی نے جھوٹ نہ سنا۔ آپؓ کی راست گوئی کا یہ عالم تھا کہ آپؓ کو "صدیق امت" کہا جاتا ہے۔ حضور ﷺ نے ایک موقع پر ارشاد فرمایا:

"آسمان نے کسی شخص پر سایہ نہیں کیا اور
زمین نے کسی شخص کا وزن نہیں اٹھایا جو
ابوذر سے زیادہ سچا ہو"

حضرت ابوذر غفاریؓ کو کئی فضیلتیں حاصل ہیں۔ ان میں ایک یہ ہے کہ رسول خدا ﷺ سے آپؓ کی پہلی ملاقات ہوئی تو آپؓ نے حضور ﷺ کو سلام کیا۔ یہ سلام اسلام کا پہلا سلام مانا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ آپؓ نے اس زمانے میں ایک کتاب تحریر کی جب کتاب لکھنے کا رواج بہت کم تھا۔ آپؓ کی کتاب اسلام کی چوتھی کتاب تسلیم کی جاتی ہے۔

مدینے آنے کے بعد سے حضور ﷺ کی رحلت تک آپؓ ہر موقع پر آنحضرت ﷺ کے ساتھ رہے۔ آپؓ کا دل عشقِ رسولؐ سے سرشار تھا۔ حضور ﷺ سے محبت کا یہ عالم تھا کہ غزوۂ تبوک میں

سفر کے دوران جب آپؓ لشکر اسلام سے پیچھے رہ گئے اور راہ میں ٹھنڈا پانی میسّر ہوا تو پیاس کی شدت کے باوجود آپؓ نے یہ سوچ کر پانی نہ پیا کہ شاید حضور ﷺ کے پاس ٹھنڈا پانی نہ ہو، چنانچہ اسی پیاس کے عالم میں حضور ﷺ کے لئے ٹھنڈا پانی لے کر لشکر اسلام سے جا ملے۔ حضور اکرم ﷺ نے آپؓ کی محبت کو دیکھ کر فرمایا:

"اے ابوذر: ایک وہ وقت آئے گا جب میرے
اہلبیت کی محبت کی وجہ سے تمہیں مدینے سے
نکالا جائے گا"

حضور ﷺ کی رحلت کے بعد بھی آپؓ نے ہمیشہ حق کا ساتھ دیا۔ جب کبھی آپؓ نے شریعتِ اسلامی کی مخالفت ہوتے دیکھی، آپؓ نے اس کے خلاف آواز بلند کی۔ مسلمانوں کو مال و زر کی ذخیرہ اندوزی کرتے دیکھتے تو برملا اس کی مذمت میں یہ آیت تلاوت فرماتے:

"...... جو لوگ سونے چاندی کا ذخیرہ کرتے
ہیں اور اسے راہ خدا میں خرچ نہیں کرتے،
انہیں دردناک عذاب کی خبر سنادیں"

سورۃ توبہ آیت ۳۴

اہلبیتؑ کی محبت اور برائیوں کے خلاف جِدّوجُہد کی وجہ سے آپؓ کو مدینہ سے شام جلاوطن کردیا گیا۔ وہاں بھی آپؓ اپنے مقصد سے

Darjae Huftum

پیچھے نہ ہٹے اور اپنے جہاد کو جاری رکھا۔ چنانچہ آپؓ کو شام بدر کر کے جبل عامل (لبنان) بھیج دیا گیا۔ جبل عامل میں آپؓ نے لوگوں کو اسلام کی اصل تعلیمات سے روشناس کیا۔ وہاں کے لوگوں نے حضور ﷺ کے اس بزرگ صحابی کی تبلیغ کا اثر قبول کیا۔ آپؓ کی پرخلوص کوشش کا خدا نے یہ صلہ دیا کہ یہ علاقہ آج بھی اسلام کا ایک مضبوط قلعہ مانا جاتا ہے۔ اس علاقہ نے تاریخ اسلام کے کئی جیّد علماء پیدا کئے جن میں شہید اوّل محمد بن جمال الدّین مکّی، شہید ثانی شیخ زینُ الدّین عاملی اور شیخ بہاء الدّین عاملی شامل ہیں۔

آپؓ کی کامیاب جِدّوجُہد کو دیکھ کر آپؓ کو جبلِ عامل سے مدینہ بلالیا گیا اور وہاں سے ربذہ جلاوطن کردیا گیا۔ رَبذہ ایک سنسان اور بنجر صحرا تھا جہاں آپؓ نے اپنی زندگی کے باقی دن درخت کے پتے اور گھاس پھوس کھا کر گزارے۔ انہیں حالات میں ایک دن زہریلی گھاس کھانے سے آپؓ علیل ہوئے اور اسی بیماری میں آپؓ نے انتقال فرمایا۔ انتقال کے وقت صرف آپؓ کی بیٹی آپؓ کے پاس تھی۔ جناب مالکِ اشترؓ ایک قافلے کے ساتھ وہاں سے گزر رہے تھے۔ آپؓ کے انتقال کی خبر سن کر جناب مالکِ اشترؓ نے آپؓ کو غسل و کفن دیا اور ربذہ ہی میں آپؓ کو دفن کردیا گیا۔

Darjae Huftum

ہم پیغمبر ﷺ کے زمانے میں تین چیزوں سے مومن اور منافق کو پہچانتے تھے:

۱ ۔ علیؑ کی محبت

۲ ۔ پیغمبرؐ کے احکام کی اطاعت

۳ ۔ نماز کی پابندی

حضرت ابوذر غفاریؓ

*****

سوالات

سوال نمبر۱ : اسلام لانے سے قبل حضرت ابوذر غفاریؓ بت پرستی سے کیوں بیزار تھے؟

سوال نمبر۲ : حضرت ابوذر غفاریؓ کی فضیلت میں حضور اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی تین احادیث تحریر کیجئے۔

Darjae Huftum

سوال نمبر۳ : حضور صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی رحلت کے بعد جب
حضرت ابوذر غفاریؓ نے لوگوں کو شریعت اسلامی کی
مخالفت کرتے دیکھا تو کس طرح اس کی مذمت کی؟

سوال نمبر۴ : جبلِ عامل میں حضرت ابوذر غفاریؓ کی تعلیمات کا کیا
اثر ہوا؟

Darjae Huftum

غزوۂ خندق

مدینہ میں یہودیوں کے تین قبائل آباد تھے جنکے نام بنو قینقاع ، بنو نضیر اور بنو قریظہ تھے ۔ ہجرت کے بعد رسول خدا ﷺ نے مدینہ کو اسلامی حکومت کا مرکز بنایا تو ان یہودیوں سے معاہدہ امن کرلیا ۔ بنو قینقاع اور بنو نضیر نے معاہدہ کی خلاف ورزی کی جس کی وجہ سے انہیں مدینہ سے نکال باہر کیا گیا ۔ ان قبائل کے بیشتر افراد خیبر میں جاکر آباد ہوگئے ۔ ان یہودیوں کے دلوں میں اس واقعہ کے بعد مسلمانوں سے دشمنی بڑھ گئی ۔

دوسری جانب مکہ کے بت پرست بدر اور اُحد میں لشکر کشی کے باوجود اسلام کو مٹانے میں ناکام رہے اور بے چین تھے کہ کسی طرح اپنے ناپاک عزائم کو پورا کریں ۔

یہودیوں کا ایک وفد حی ابن اخطب کی سربراہی میں مکہ پہنچا اور ابوسفیان اور دوسرے سرداران قریش سے ملا اور کہا کہ اسلام کو نابود کرنے کیلئے بھرپور اقدام کی ضرورت ہے ۔ انہوں نے مشورہ دیا کہ سارے عرب قبائل مل کر مرکز اسلام پر حملہ کریں ، وہ بھی اس موقع پر ان کا ہر طرح سے ساتھ دیں گے ۔ نیز وہ اس موقع پر بنو قریظہ کو مسلمانوں سے پیمان شکنی پر رضا مند کرلیں گے ۔ ابوسفیان اور اس

کے ساتھیوں نے اس بات کو پسند کیا اور انہوں نے مختلف عرب قبائل کو جوش دلا کر اور مدینہ کی زمین کا لالچ دیکر مسلمانوں کے خلاف لڑنے پر آمادہ کرلیا۔ یوں ایک بہت بڑا لشکر ابوسفیان کی قیادت میں اسلام کو نابود کرنے کے لئے مدینہ کی طرف چلا۔

رسولِ خدا ﷺ کو جب اس لشکر کے مکہ سے روانہ ہونے کی اِطّلاع ملی تو آپ ﷺ نے اپنے اصحاب سے مشورہ کیا کہ اس لشکر کا مقابلہ کیسے کیا جائے۔ حضرت سلمان فارسیؓ نے فرمایا کہ جب وہ فارس میں تھے تو بڑے لشکر کو روکنے کے لئے شہر کے گرد خندق کھود لیتے تھے۔ حضور ﷺ کو یہ تجویز پسند آئی۔ خندق کھودنے کی ابتداء حضور ﷺ نے اپنے دست مبارک سے کی۔ آپ ﷺ کدال سے زمین کھودتے جاتے اور حضرت علی علیہ السلام مٹی پھینکتے جاتے۔ اس موقع پر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"دنیاوی زندگی کچھ نہیں، حقیقت میں آخرت کی زندگی ہے"

حضور ﷺ کو دیکھ کر مسلمان بھی جوش و خروش سے خندق کھودنے میں مشغول ہوگئے۔

دشمنانِ اسلام اپنی کثرت تعداد کی وجہ سے یہ سمجھ رہے تھے کہ بآسانی مدینے پر حملہ کرکے اپنے مذموم مقاصد حاصل کرلیں گے۔ لیکن

جب وہ مدینہ کے قریب پہنچے تو خندق دیکھ کر انہیں مایوسی ہوئی ۔ اس صورت حال کے پیش نظر وہ مجبور ہوگئے کہ مدینے کا محاصرہ کرلیں ۔

دوسری جانب یہودیوں کے سردار حی ابن اخطب نے بنی قریظہ کے سردار سے ملاقات کی اور اپنی مکارانہ باتوں سے اسے مسلمانوں کے خلاف جنگ کرنے پر راضی کرلیا ۔ حی ابن اخطب نے مسلمانوں سے کئے ہوئے معاہدے کی دستاویز کو پھاڑ دیا ۔

بنو قریظہ کی اس پیمان شکنی نے مسلمانوں کیلئے خطرہ میں اضافہ کردیا کیونکہ ایک تو دشمنوں کی تعداد میں اضافہ ہوگیا اور دوسرے خندق کی وجہ سے رکے ہوئے دشمن بنو قریظہ کی زمین سے مدینہ میں داخل ہوسکتے تھے۔ اس بات کی اطلاع حضور ﷺ تک پہنچی تو آپؐ نے اپنی جنگی حکمت عملی سے بنو قریظہ پر مسلمانوں کا رعب بٹھا دیا اور یہودیوں اور کفاران قریش کے درمیان پھوٹ ڈلوادی جس کی وجہ سے بنی قریظہ کے لوگ کفاران قریش کی مدد کے لئے قلعہ سے باہر نہ نکلے ۔

ادھر مدینہ کے محاصرے کی مدت طویل ہوتی گئی ۔ اس دوران کفار پتھر اور تیر پھینکنے کے علاوہ کچھ نہ کرسکے ۔ اس صورت حال سے ان کے لشکر میں افسردگی پھیل گئی تھی ۔ ایک دن عمرو بن عبدِوَد اپنے دو ساتھیوں کے ہمراہ ایک تنگ جگہ سے خندق پار کرکے مسلمانوں کے مدِّ مقابل آگیا ۔ عمرو بن عبدِوَد کی شجاعت اور دلیری کی پورے عرب میں

دھوم تھی۔ اس کی طاقت کا یہ عالم تھا کہ ایک بار ایک ہزار ڈاکوؤں سے تنہا مقابلہ کیا اور انہیں مار بھگایا۔ خندق پار کرکے اس نے مسلمانوں کو مقابلے کے لئے للکارا۔ مسلمان اسے دیکھ کر خوفزدہ ہوگئے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہوکر فرمایا:

"کون ہے جو اس کے مقابلے پر جائے؟"

مسلمانوں میں سے کسی نے کوئی جواب نہ دیا اور سروں کو جھکائے بیٹھے رہے۔ ایسے موقع پر حضرت علی علیہ السلام کھڑے ہوئے اور فرمایا:

"یارسول اللہ! میں اس کے مقابلے پر جانے کو تیار ہوں"

رسول خدا ﷺ نے اپنا عمامہ حضرت علی علیہ السلام کے سر پر باندھا، اپنی زرہ پہنائی، ذوالفقار ہاتھ میں دی اور میدان میں جانے کی اجازت دی۔ حضرت علی علیہ السلام میدان کی جانب روانہ ہوئے تو حضور ﷺ نے صحابہؓ سے فرمایا:

بَرَزَ الْاِیْمَانُ کُلُّہٗ اِلَی الْکُفْرِ کُلِّہٖ

"آج کُل ایمان کُل کُفر کے مقابلے پر جارہا ہے"

حضرت علی علیہ السلام عمرو ابن عبدِوَد کے مقابل آئے اور رجز پڑھا:

"خاموش رہ کہ تجھے جواب دینے والا کسی کمزوری کا اظہار کئے بغیر تیرے سامنے

آپہنچا ہے ، جو بھلائی کا مالک ہے ، راہ حق کا
دیکھنے والا ہے ، سچا اور ہر نجات پانے والا کا
نجات دینے والا ہے ، جو اپنا اجر خداوند کریم
سے طلب کرتا ہے"

اس کے بعد حضرت علی علیہ السلام نے عمرو ابن عبدوَد کو پیشکش کی کہ یا تو وہ خدا اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان لے آئے یا واپس چلا جائے یا پھر مقابلے کے لئے تیار ہوجائے ۔ عمرو ابن عبدوَد نے پہلی دو باتیں منظور نہ کیں اور مقابلے پر آمادہ ہوگیا ۔ اس نے وار کرنے میں سبقت کی ۔ اس کی تلوار نے حضرت علی علیہ السلام کے سر کو زخمی کردیا ۔ حضرت علی علیہ السلام نے جواب میں ذوالفقار سے ایک زبردست وار کیا جس سے عمرو ابن عبدوَد کے دونوں پاؤں کٹ گئے اور اس کا جسم زمین پر گرا اور ایسا گرد و غبار اٹھا کہ دونوں لڑنے والوں میں سے کوئی نظر نہ آرہا تھا ۔ اچانک نعرۂ تکبیر میدان میں گونجا اور گرد چھٹنے پر لوگوں نے دیکھا کہ حضرت علی علیہ السلام کے ہاتھ میں عمرو ابن عبدوَد کا کٹا ہوا سر ہے ۔ حضرت علی علیہ السلام نے یہ سر رسول اللہ ﷺ کے قدموں میں لاکر ڈال دیا ۔ اس موقع پر حضور ﷺ نے فرمایا:

ضَرْبَةُ عَلِيٍّ يَوْمَ الْخَنْدَقِ اَفْضَلُ مِنْ

Darjae Huftum

عِبَادَةِ الثَّقَلَیْنِ

"خندق کے دن علیؑ کی ضربت ثقلین کی عبادت سے بہتر ہے"

عمرو ابن عبدِوَد کے مارے جانے سے کفاران قریش کی کمر ٹوٹ گئی۔ دوسری طرف بنو قریظہ کے یہودی بھی ان کی مدد کو نہ آئے۔ ایسے میں ایک رات اتنی تیز ہوا چلی کہ ان کے خیمے اکھڑ گئے اور ہر طرف آگ پھیل گئی اور سردی اتنی ہوگئی کہ لشکریوں پر کپکپی طاری ہوگئی۔ اس پوری رات حضور ﷺ خدا کی عبادت میں مصروف رہے اور کفّار کے شر کے دور ہونے کی دعا کرتے رہے۔ ہوا اور سردی نے مایوس کفار کو مزید پریشان کردیا اور وہ محاصرہ ختم کرکے واپس ہوگئے۔

ایمان والو! اس وقت اللہ کی نعمت کو یاد کرو جب کفر کے لشکر تمہارے سامنے آگئے اور ہم نے ان کے خلاف تمہاری مدد کیلئے تیز ہوا اور ایسے لشکر بھیج دئیے جن کو تم نے دیکھا بھی نہیں تھا اور اللہ تمہارے اعمال کو خوب دیکھنے والا ہے۔

سورۃ الاحزاب آیت ۹

Darjae Huftum

سوالات

سوال نمبر۱ : غزوۂ خندق کا نام "غزوۂ خندق" کیوں ہوا ؟

سوال نمبر۲ : بنو قریظہ نے مسلمانوں سے پیمان شکنی کے باوجود کفاران قریش کی مدد کیوں نہ کی ؟

سوال نمبر۳ : رسول اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے کس موقع پر ارشاد فرمایا :

"آج کُل ایمان کُل کفر کے مقابلے پر جارہا ہے"

سوال نمبر۴ : حضرت علی علیہ السلام جب عمرو ابن عبدِوَد کا کٹا ہوا سر حضور صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی خدمت میں لائے تو آپؐ نے کیا ارشاد فرمایا؟

Darjae Huftum

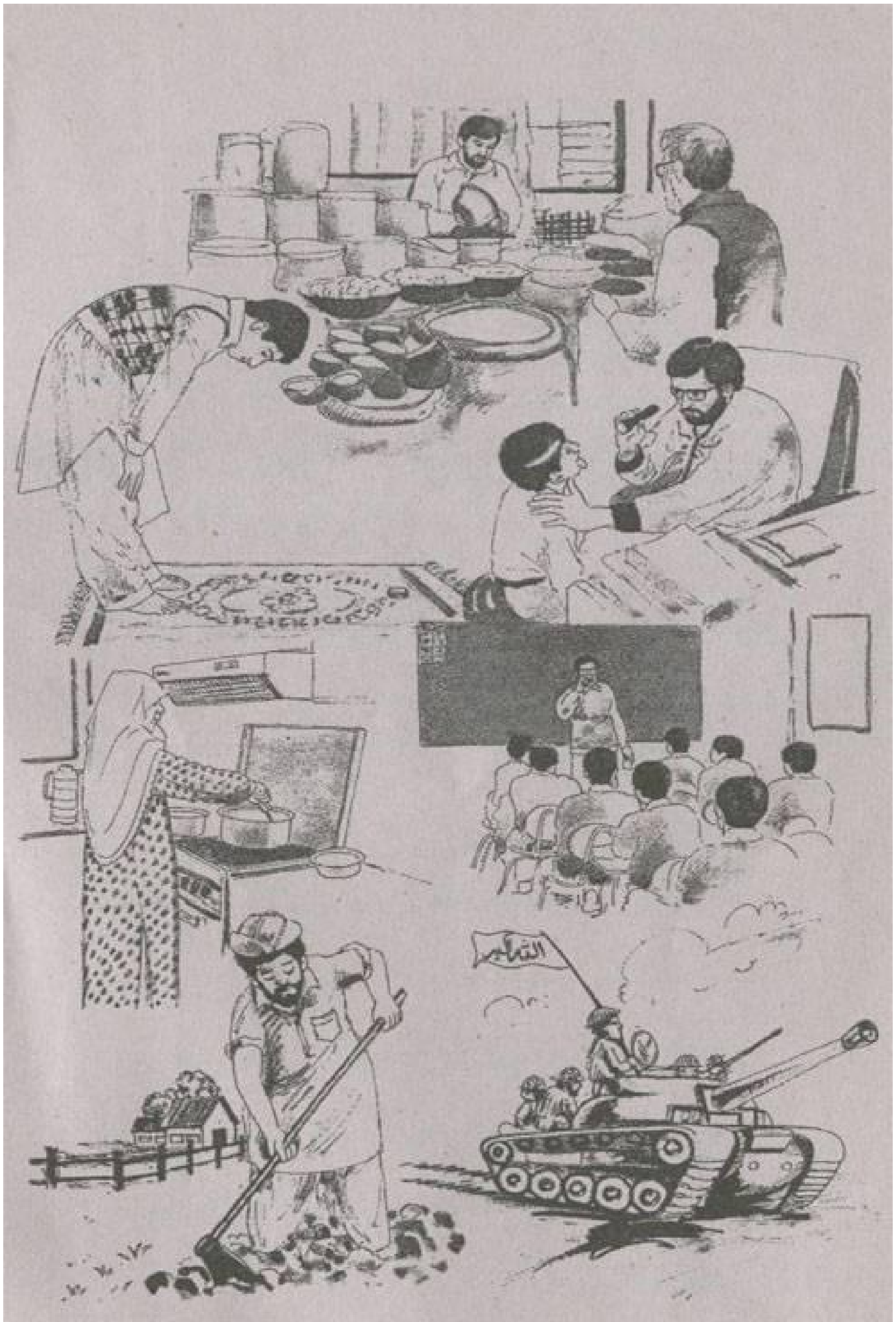

عبادت کے مختلف پہلو

اسلامی معاشرے کے آداب

دین اسلام ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے ۔ اس نے ہمیں انفرادی اور اجتماعی زندگی گزارنے کے رہنما اصول فراہم کئے ہیں ۔ ان اصولوں پر عمل کرنے سے معاشرے میں امن ، محبت اور اخوت کو فروغ ملتا ہے اور اس کے ساتھ دین اسلام کی ترویج بھی ہوتی ہے ۔ ایک مسلمان خوشنودیٔ خدا کے لئے ان اصولوں پر عمل کرے تو اس کی زندگی کا ہر لمحہ اور ہر عمل مثلاً اٹھنا بیٹھنا ، سونا جاگنا ، کھانا پینا حتیٰ کہ سانس لینا بھی عبادت بن جاتا ہے ۔

اسلام کے بتائے ہوئے زرّیں اصولوں میں سے چند یہ ہیں :

آدابِ ملاقات :

اسلام میں مومن سے ملاقات کی بڑی فضیلت بیان کی گئی ہے ۔ آداب ملاقات میں مومن کی زیارت کرنا، سلام کرنا اور اس سے مصافحہ کرنا شامل ہے ۔ مومن کی زیارت کی فضیلت میں رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا :

"جس نے اپنے بھائی کی زیارت اس کے گھر جا کر کی تو خدا فرماتا ہے ، تو میرا مہمان اور زائر ہے ۔ تیری مہمانی مجھ پر ہے اور میں نے جنت کو

Darjae Huftum

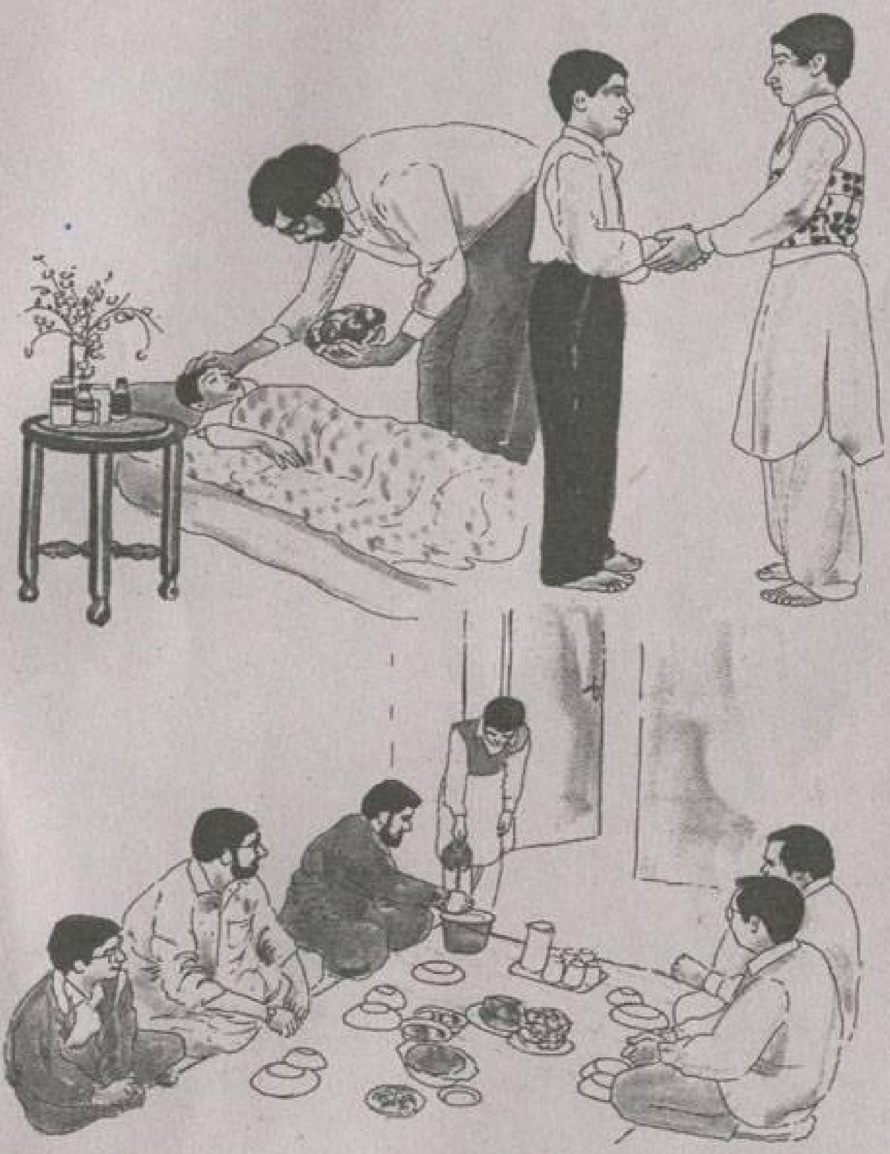

اسلامی معاشرے کے آداب

Darjae Huftum

تیرے لئے واجب کیا، اس لئے کہ تو اپنے بھائی سے
محبت کرتا ہے"

سلام کی فضلیت میں امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا:

"سلام میں ستر نیکیاں ہیں، ۶۹ ابتداء کرنے والے
کے لئے اور ایک جواب دینے والے کے لئے"

مصافحہ کا فائدہ بیان کرتے ہوئے امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

"مصافحہ کرو کہ وہ دل سے حسد اور کینہ دور
کردیتا ہے"

آداب مصافحہ میں ہے کہ دونوں ہاتھ سے مصافحہ کیا جائے اور گرمجوشی سے کیا جائے۔

بیماروں کی عیادت:

اسلام نے مومن کے جو حقوق بیان کئے ہیں، ان میں سے ایک یہ ہے کہ جب وہ بیمار ہو تو اس کی عیادت کی جائے۔ امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

"جب کوئی مومن اپنے مومن بھائی کی عیادت کو
جاتا ہے، ستر ہزار فرشتے اس وقت تک اس کے
لئے رحمت کی دعا کرتے ہیں جب تک وہ اپنے گھر
واپس نہ آجائے"

آداب عیادت میں ہے کہ مریض کے لئے پھل، خوشبو وغیرہ لے جائیں، مریض کے پاس زیادہ دیر نہ بیٹھیں اور مریض سے اپنے لئے دعا کروائیں کیونکہ بیمار مومن کی دعا فرشتوں کی دعا کا درجہ رکھتی ہے۔

آدابِ مجلس:

اسلامی آداب میں ہے کہ جب کسی محفل میں شریک ہوں تو جہاں جگہ ملے وہاں بیٹھ جائیں، آگے پہنچنے کے لئے لوگوں کے سروں پر سے نہ پھلانگیں اور محفل میں سلیقے سے بیٹھیں۔ دوستوں کی محفل میں ہوں تو بے جا شوخی نہ کریں، ان کا مذاق نہ اڑائیں، ان کو حقیر و پست نہ سمجھیں اور ان پر برتری و فوقیت حاصل کرنے کی کوشش نہ کریں۔

انسان کے اخلاق و کردار پر ان لوگوں کا بڑا گہرا اثر ہوتا ہے جن کے ساتھ وہ اٹھتا بیٹھتا ہے۔ چنانچہ اسلام نے ہمیں صالح اور نیک لوگوں کی ہم نشینی اختیار کرنے اور بُرے لوگوں کی صحبت سے گریز کی تاکید کی ہے۔ امام محمد باقر علیہ السلام نے اپنے بیٹے امام جعفر صادق علیہ السلام سے ارشاد فرمایا:

"اے جان پدر! جو شخص بُرے لوگوں کے ساتھ اٹھتا بیٹھتا ہے، وہ ان کے گزند سے محفوظ نہیں رہتا اور جو شخص بدنام جگہوں پر جاتا

Darjae Huftum

ہے، وہ بدنام ہوجاتا ہے"

اسلام میں صلہ رحمی:

اسلام میں رشتہ داروں کے حقوق ادا کرنے کی بڑی تاکید کی گئی ہے۔ ان میں والدین کا مقام بہت بلند ہے بلکہ اللہ، رسول ﷺ اور ائمہ علیہم السلام کے بعد سب سے زیادہ حقوق والدین ہی کے بیان کئے گئے ہیں۔

احادیث میں آیا ہے کہ والدین کو محبت بھری نگاہ سے دیکھیں، ان کے آگے نہ چلیں، ان کے بیٹھنے سے پہلے نہ بیٹھیں، ان کی آواز پر اپنی آواز بلند نہ کریں، کوئی ایسا کام نہ کریں جو والدین کے لئے باعثِ اذیت ہو اور ان کے ساتھ مہربانی سے پیش آئیں۔ قرآن مجید میں سورۃ الاسراء میں ارشاد ہوا ہے:

"اور تمہارے پروردگار کا فیصلہ ہے کہ تم سب اس کے علاوہ کسی کی عبادت نہ کرنا اور ماں باپ کے ساتھ نیک برتاؤ کرنا اور تمہارے سامنے ان دونوں میں سے کوئی ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچیں تو خبردار ان کے سامنے اُف تک نہ کرنا اور نہ انہیں جھڑکنا اور ان سے نرمی سے گفتگو کرتے رہنا اور ان کے لئے خاکساری کے ساتھ اپنے

کاندھوں کو جھکا دینا اور ان کے حق میں کہنا کہ
پروردگار ان دونوں پر اسی طرح رحمت نازل
فرما جس طرح انہوں نے بچپن میں مجھے پالا
ہے"

رشتہ داروں کے بارے میں اسلام نے ہمیں یہ تعلیم دی ہے
کہ ان سے نیک برتاؤ کریں، ضرورت کے وقت ان کی مدد کریں، انھیں
اذیت نہ پہنچائیں اور ان سے تعلقات منقطع نہ کریں۔ احادیث
معصومین علیہم السلام میں صلہ رحم کے بے شمار دنیوی اور اخروی
فوائد بیان کیے گئے ہیں۔ امام محمد باقر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

"صلہ رحم اعمال کو پاک کرتا ہے اور مال کو
زیادہ کرتا ہے اور بلاؤں کو دور کرتا ہے اور اس کا
حساب پیش خدا آسان کرتا ہے اور موت میں
تاخیر کرتا ہے"

پڑوسیوں کے حقوق:

رسول خدا ﷺ نے فرمایا:

"جبریلؑ نے مجھے پڑوسیوں کے حقوق کے بارے
میں اسقدر نصیحت کی کہ مجھے گمان ہوا کہ
وہ ان کو میراث میں شریک قرار دے دیں گے"

Darjae Huftum

اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ اسلام میں پڑوسیوں کے حقوق کی بڑی شدت سے تاکید آئی ہے۔ اچھے مسلمان کی خصوصیت ہے کہ وہ اپنے پڑوسیوں سے نیک برتاؤ کرے، ضرورت کے وقت ان کی مدد کرے، عام استعمال کی چیزیں دینے سے انکار نہ کرے، ان سے لڑائی جھگڑا نہ کرے، شور و غل اور بلند آواز سے انہیں پریشان نہ کرے، گندگی نہ پھیلائے، غرض کوئی ایسا فعل انجام نہ دے جس سے پڑوسیوں کو اذیت پہنچے۔

عزیز طالبعلمو!

ہر شخص اگر دوسروں کے حقوق کا اس طرح خیال رکھے جس طرح اسلام نے بتایا ہے تو دنیا امن کا گہوارہ بن جائے گی۔

"وہ شخص جس کا اخلاق زیادہ اچھا اور تواضع زیادہ ہو، وہ میرے نزدیک سب سے زیادہ محبوب ہے اور قیامت کے دن مجھ سے نزدیک تر ہوگا"

—— حضور اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم

*****

Darjae Huftum

سوالات

سوال نمبر۱ : دینِ اسلام کے رہنما اصولوں پر عمل کرنے سے کیا نتیجہ نکلتا ہے؟

سوال نمبر۲ : دوستوں کی محفل میں کن باتوں کا خیال رکھنا چاہیئے؟

سوال نمبر۳ : احادیثِ معصومین علیہم السلام میں وَالِدَیْن کے کیا حقوق بیان کیے گئے ہیں؟

سوال نمبر۴ : ایک اچھے پڑوسی کی خصوصیات بیان کیجئے۔

Darjae Huftum

محنت کی عظمت

لوگ صف بنائے کسی کے منتظر کھڑے تھے۔ ہر ایک کی نگاہ شہر کی جانب آنے والے راستے پر جمی ہوئی تھی۔ ایسے میں لوگوں نے دیکھا کہ ایک نورانی شخص تشریف لا رہے ہیں۔ لوگ استقبال کے لئے دیوانہ وار آگے بڑھے اور ہر شخص مصافحہ کرکے اس آنے والے کا ہاتھ چومنے لگا۔ لوگ اس وقت حیران ہوگئے جب ان کی نگاہوں نے دیکھا کہ ایک شخص آنے والے کے ہاتھ چومنا چاہتا تھا لیکن آنے والے نے خود اس شخص کے ہاتھ چوم لئے۔ لوگوں نے عرض کی:

"یارسول اللہؐ! اس شخص میں ایسی کیا بات
تھی کہ آپؐ نے اس کے ہاتھ چوم لئے"

اللہ کے رسول ﷺ نے اس کے ہاتھ میں پڑے ہوئے نشانات دکھا کر فرمایا:

"اللہ کو وہ ہاتھ پسند ہیں جو محنت کرتے ہیں۔
اسی لئے میں نے اس کے ہاتھ کا بوسہ لیا ہے"

اس واقعہ سے ہمیں معلوم ہوا کہ جو شخص محنت کرتا ہے، خدا اور رسول ﷺ کی نگاہ میں وہ کتنا عظیم ہے۔ بلاشبہ جب تک انسان محنت نہ کرے، وہ خدا اور رسول ﷺ کی خوشنودی حاصل نہیں

Darjae Huftum

کر سکتا اور نہ ہی دنیا میں ترقی کر سکتا ہے۔

ہمارے نبی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اور ائمہ طاہرین علیہم السلام نے اپنے ارشادات میں محنت کی عظمت کو اجاگر کیا ہے اور سستی اور کاہلی کو سخت ناپسند کیا ہے۔ حضور ﷺ کا ارشاد ہے:

"جو شخص کام کرتا ہے وہ اللہ کا دوست ہے اور بیکار آدمی کو اللہ تعالیٰ اپنا دشمن سمجھتا ہے"

امام جعفر صادق علیہ السلام کو ایک شخص کے بارے میں جب معلوم ہوا کہ اس نے کام اور تجارت سے ہاتھ کھینچ لیا ہے اور تمام وقت عبادت میں گزارتا ہے تو آپؑ نے فرمایا:

"اس پر افسوس ہے ، کیا اسے اس بات کا علم نہیں کہ جو شخص کام نہیں کرتا ، بارگاہِ الٰہی میں اس کی دعا قبول نہیں ہوتی"

انسان اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہوسکتا جب تک محنت نہ کرے۔ اس کی بہترین مثال رسول اکرم ﷺ کی ذات گرامی ہے۔ آپ ﷺ کی انتہائی محنت کا نتیجہ تھا کہ آپ ﷺ اپنے مقصد میں کامیاب ہوئے۔ آپ ﷺ رات رات بھر یاد خدا میں کھڑے رہنے کے باوجود دن بھر رسالت کے کٹھن فرائض انجام دیتے تھے مثلاً دین

Darjae Huftum

اسلام کی ترویج کرتے تھے ، مسلمانوں کو احکام خدا سے آگاہ کرتے تھے ، مختلف وُفود سے ملاقات کرتے تھے اور وقتِ ضرورت دفاعِ اسلام کی خاطر دشمنوں کے خلاف جنگ بھی کرتے تھے ۔

تاریخ کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ دنیا کی نامور شخصیات اپنی محنت ہی سے اعلیٰ مقامات تک پہنچی ہیں چاہے وہ بابائے کیمیا جابر بن حیّان ہوں یا بابائے طِب بُوعلی سِینا ہوں ، شیخ محمد حسن نجفی جیسے بلند پایہ عالم ہوں کہ جنہوں نے بیٹے کی موت پر بھی مطالعہ کا ناغہ نہیں کیا یا شہیدِ اوّل محمد بن جمال الدّین مکی ہوں جنہوں نے دمشق کے قید خانے میں "لمعہ" جیسی عظیم کتاب تحریر کی۔

عزیز طالبعلمو!

آپ بڑے ہوکر کسی بھی شعبے سے منسلک ہوں ، چاہے آپ عالمِ دین ، ڈاکٹر ، انجینئر ، سائنسدان ، تاجر یا چارٹرڈ اکاؤنٹنٹ وغیرہ بننا چاہیں ، سخت محنت کے بعد ہی آپ نمایاں مقام حاصل کرسکتے ہیں۔

وَاَنْ لَّیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَاسَعٰی ۝

"اور انسان کیلئے صرف اتنا ہی ہے جتنی اس نے کوشش کی ہے"

سورۃ النجم آیت ۳۹

Darjae Huftum

سوالات

سوال نمبر۱ : حضور اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے محنت کرنے والے کے ہاتھ کیوں چومے؟

سوال نمبر۲ : امام جعفر صادق علیہ السلام نے اس شخص کے بارے میں کیا ارشاد فرمایا جو محنت سے ہاتھ کھینچ کر عبادت میں مصروف ہوگیا تھا؟

سوال نمبر۳ : حضور اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم اپنی رسالت کے فرائض کی ادائیگی میں کس طرح کامیاب ہوئے؟

سوال نمبر۴ : محنت کا ہماری زندگی پر کیا اثر ہوتا ہے؟

سوال نمبر۵ : پیارے بچو! آپ نے بھی ایسے لوگوں کے بارے میں سنا یا دیکھا ہوگا جنہوں نے زندگی میں محنت کے ذریعے کامیابی حاصل کی۔ کسی ایسے شخص کا واقعہ مختصراً اپنے استاد کو سنائیے۔

پانی کی قسمیں

پانی کی دو قسمیں ہیں:

۱) مضاف پانی

۲) مطلق پانی

۱) مضاف پانی:

مضاف پانی وہ ہوتا ہے جسے کسی چیز سے حاصل کیا جائے مثلاً تربوز کا پانی، ناریل کا پانی، گلاب کا عرق وغیرہ

یا

وہ پانی جو کسی چیز سے اس طرح مل جائے کہ اسے خالص پانی نہ کہا جاسکے مثلاً مٹی یا صابن یا کوئی اور چیز اس طرح مل جائے کہ اب اسے خالص پانی نہ کہا جائے۔

۲) مطلق پانی:

مطلق پانی وہ ہوتا ہے جو مضاف نہ ہو۔

مطلق پانی کی پانچ قسمیں ہیں:

★ کُر پانی:

پانی کی وہ مقدار جو کسی ایسے ظرف کو پُر کردے جس کی لمبائی،

چوڑائی اور گہرائی ساڑھے تین بالشت کے برابر ہو۔
(بعض مجتہدین کا کُر پانی کی مقدار میں اختلاف ہے)

★ قلیل پانی:
وہ پانی جو زمین سے نہ ابلے اور جس کی مقدار ایک کُر سے کم ہو مثلاً جگ، لوٹا، گلاس وغیرہ میں رکھا ہوا پانی۔

★ جاری پانی:
وہ پانی جو زمین سے ابلے اور بہتا ہو مثلاً چشمہ کا پانی۔

★ کنویں کا پانی:
وہ پانی جو زمین سے ابلے اور بہتا نہ ہو۔

★ بارش کا پانی

متفرق مسائل

مسئلہ نمبر۱:
مضاف پانی کسی چیز کو پاک نہیں کر سکتا اور نہ ہی اس سے وضو یا غسل ہو سکتا ہے۔

مسئلہ نمبر۲:
مضاف پانی میں چاہے اس کی مقدار زیادہ ہو یا کم، نجاست کا

ایک ذرہ بھی گر جائے تو پورا پانی نجس ہوجاتا ہے۔

مسئلہ نمبر۳:

قلیل پانی میں بھی نجاست کا ایک ذرّہ گر جائے تو وہ نجس ہوجاتا ہے۔

مسئلہ نمبر۴:

کُر پانی میں عین نجاست مثلاً خون گرجائے اور اس نجاست کی وجہ سے پانی کا رنگ، بو یا ذائقہ تبدیل ہوجائے تو پانی نجس ہوجائے گا لیکن اگر رنگ، بو یا ذائقہ تبدیل نہ ہو تو پانی نجس نہ ہوگا۔

مسئلہ نمبر ۵:

جاری پانی، کنویں کا پانی یا بارش کا پانی نجس ہونے کے سلسلے میں کُر پانی کا حکم رکھتے ہیں چاہے مقدار میں قلیل ہی کیوں نہ ہوں، چنانچہ ان میں سے کسی میں بھی عین نجاست گرجائے تو پانی اس وقت تک نجس نہ ہوگا جب تک نجاست کی وجہ سے پانی کا رنگ، بو یا ذائقہ تبدیل نہ ہو جائے۔

مسئلہ نمبر۶:

بارش تھمنے کے بعد جمع شدہ پانی اگر قلیل ہو تو اس پر قلیل

پانی کے احکام نافذ ہوں گے اور اگر کُر ہو تو اس پر کُر پانی کے احکام نافذ ہوں گے۔

مسئلہ نمبر۷:

اگر کسی ظرف (مثلاً بالٹی) میں قلیل پانی ہو اور اسے کُر پانی سے متصل کردیا جائے تو جب تک یہ متّصل رہے گا، بالٹی میں موجود پانی کُر کا حکم رکھتا ہے۔

*****

سوالات

سوال نمبر۱ : مضاف پانی کسے کہتے ہیں؟

سوال نمبر۲ : کُر پانی سے کیا مراد ہے؟

سوال نمبر۳ : طہارت و نجاست کے حوالے سے مطلق اور مضاف پانی میں تین فرق بتائیے۔

سوال نمبر۴ : گھریلو استعمال کے کسی ظرف (مثلاً بالٹی) کا پانی کس صورت میں کُر کا حکم رکھے گا؟

نجاسات

اسلام نے چند چیزوں کو نجس قرار دیا ہے جنہیں نجسُ العین کہا جاتا ہے۔ نجسُ العین کی خصوصیت یہ ہے کہ یہ کبھی بھی پاک نہیں ہو سکتی، بلکہ یہ دوسری پاک چیزوں کو نجس کر دیتی ہے جنہیں متنجس کہا جاتا ہے۔ متنجس چیزوں کو البتہ شریعت کے احکام کے مطابق پاک کیا جاسکتا ہے۔

نجاسات مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ ۲۔ پیشاب اور پاخانہ:

انسان کا اور ہر اُس حیوان کا پیشاب اور پاخانہ نجس ہے جس کا گوشت حرام ہے اور جو خون جہندہ رکھتا ہے یعنی اگر اس کی شہ رگ کاٹی جائے تو خون اچھل کر نکلے۔

۳۔ خون:

انسان کا اور ہر اُس حیوان کا خون نجس ہے جو خون جہندہ رکھتا ہے۔

۴۔ منی:

انسان کی اور ہر اُس حیوان کی منی نجس ہے جو خون جہندہ رکھتا ہے۔

۵ ۔ مردار :

انسان کا مردار نجس ہے ، البتہ مسلمان کی میت کو تین غسل دے دیئے جائیں تو وہ پاک ہوجاتی ہے ۔ خون جہندہ رکھنے والے حیوان کا مردار نجس ہے ، خواہ وہ قدرتی طور پر مرگیا ہو یا اسے شرع کے مقرر کردہ طریقے کے علاوہ مارا گیا ہو ۔

۶ ۔ ۷ ۔ کتا اور سور :

خشکی پر رہنے والا کتا اور سور نجس ہیں حتیٰ کہ ان کے بال ، ہڈیاں ، پنجے ، ناخن اور رطوبتیں بھی نجس ہیں ۔ البتہ دریائی کتا اور سور پاک ہیں ۔

۸ ۔ کافر :

کافر سے مراد ہر وہ انسان ہے جو اللہ کا انکار کرے یا کسی کو اسکا شریک قرار دے یا نبوت کا انکار کرے یا عقیدہ قیامت کا منکر ہو ۔ اسی طرح اہلبیت علیہم السلام سے دشمنی کا اظہار کرنے والا یا ان کو خدا سمجھنے والا بھی کافر کے حکم میں ہے ۔ اسی طرح ضروریات دین کا منکر بھی اسی حکم میں ہے ۔

مجتہدین کے ایک گروہ کے نزدیک اہل کتاب بھی اسی حکم میں ہیں جبکہ بعض مجتہدین انہیں پاک قرار دیتے ہیں ۔

کافر کا تمام بدن حتیٰ کہ اس کے بال، ناخن اور رطوبتیں بھی نجس ہیں۔

۹۔ شراب:

شراب اور دیگر نشہ آور چیزیں جو اصلاً بہنے والی ہوں، نجس ہیں لیکن نشہ لانے والی ٹھوس چیزیں مثلاً بھنگ، چرس، ہیروئن وغیرہ پاک ہیں البتہ ان کا استعمال حرام ہے۔

۱۰۔ نجاست کھانے والے حیوان کا پسینہ:

نجاست کھانے والے اونٹ کا پسینہ اور ہر اس حیوان کا پسینہ جسے انسانی نجاست کھانے کی عادت ہو، نجس ہے۔
(بعض مجتہدین اس مسئلہ میں اختلاف کرتے ہیں)

*****

سوالات

سوال نمبر۱ : نجس العین اور متنجس میں کیا فرق ہے؟
سوال نمبر۲ : کن کا پیشاب اور پاخانہ نجس ہے؟

Darjae Huftum

سوال نمبر۳ : مندرجہ ذیل میں سے کن جانوروں کا پیشاب پاک ہے؟

(۱) بلی (۲) گائے (۳) بکری (۴) گھوڑا

(۵) شیر (۶) گدھا (۷) اونٹ

سوال نمبر۴ : کن کا مردار نجس ہے؟

Darjae Huftum

شرائطِ وضُو

وضو صحیح ہونے کی شرائط مندرجہ ذیل ہیں:

۱) پانی پاک ہو

۲) پانی مطلق ہو

۳) پانی اور جگہ مباح ہو

۴) پانی کا برتن مباح ہو

۵) پانی کا برتن سونے یا چاندی کا نہ ہو

۶) وضو کے اعضاء پاک ہوں

۷) وضو اور نماز کے لئے وقت کافی ہو۔

نماز کے لئے اتنا وقت باقی ہونا چاہیئے کہ وضو کر کے نماز ادا کی جاسکے، لیکن اگر وضو کرنے سے پوری نماز یا نماز کا کچھ حصہ قضا ہو رہا ہو تو تیمم کر کے نماز ادا کرنی چاہیئے۔

(بعض مجتہدین اس مسئلہ میں اختلاف کرتے ہیں)

۸) وضو قربتاً اِلَی اللہ ہو۔

وضو بقصدِ قربت یعنی اللہ تعالیٰ کا حکم سر انجام دینے کے لئے کیا جائے۔ اس کے علاوہ کسی اور نیّت سے مثلاً ٹھنڈک پہنچانے کے لئے وضو کیا جائے تو صحیح نہ ہوگا۔

Darjae Huftum

۹) وضو ترتیب سے ہو:

وضو کو مُعیّن ترتیب کے مطابق کرنا چاہئے یعنی پہلے چہرہ دھویا جائے، پھر دایاں ہاتھ اور پھر بایاں ہاتھ دھویا جائے۔ اس کے بعد سر کا مسح اور پھر دائیں پاؤں کا اور پھر بائیں پاؤں کا مسح کیا جائے۔

۱۰) وضو کے افعال بلافاصلہ ہوں:

وضو کرتے وقت اس کے افعال بلافاصلہ انجام دیے جائیں۔ اگر اتنا فاصلہ ہوجائے کہ جب وضو کرنے والا شخص کسی عضو کو دھونا چاہے یا اس کا مسح کرنا چاہے تو اس اثناء میں ان مقامات کی تری جنہیں وہ پہلے دھو چکا ہو یا جنکا مسح کرچکا ہو، خشک ہوجائے تو وضو باطل ہوگا۔ لیکن جس عضو کو دھونا ہو یا مسح کرنا ہو، اگر صرف اس سے فوراً پہلے دھوئے ہوئے یا مسح کئے ہوئے عضو کی تری خشک ہوجائے مثلاً جب بایاں ہاتھ دھوئے، دائیں ہاتھ کی تری خشک ہو چکی ہو لیکن چہرہ تر ہو تو وضو صحیح ہوگا۔

۱۱) وضو خود کیا ہو:

انسان کو وضو کرتے وقت سارے افعال خود انجام دینے چاہئیں۔ اگر کوئی دوسرا شخص اسے وضو کرائے یا اس کے چہرے یا بازو پر پانی

پہنچانے یا سر یا پاؤں کا مسح کرنے میں اس کی مدد کرے تو اس کا وضو باطل ہوگا۔

۱۲) پانی کے استعمال میں کوئی رکاوٹ نہ ہو:

جس شخص کو خوف ہو کہ وضو کرنے سے بیمار ہو جائے گا یا یہ کہ اگر پانی وضو کے لئے استعمال کرے گا تو پیاسا رہ جائے گا، اسے چاہیئے کہ وضو نہ کرے بلکہ تیمم کرے۔

۱۳) اعضاء تک پانی پہنچنے میں کوئی رکاوٹ نہ ہو:

وضو کرتے وقت اعضائے وضو پر کوئی ایسی چیز نہیں ہونی چاہیئے جو پانی کے پہنچنے میں رکاوٹ ہو مثلاً نیل پالش وغیرہ۔

مسائل وضو

مسئلہ نمبر ۱:

پانی اور جگہ کے مباح ہونے سے مراد ہے کہ غصبی نہ ہو یعنی انکے استعمال سے مالک راضی ہو۔

مسئلہ نمبر ۲

اعضائے وضو کے علاوہ بدن کا کوئی حصہ نجس ہو تو وضو کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ نمبر ۳ :

وضو مکمل ہونے سے پہلے اگر وہ مقام نجس ہو جائے جسے دھویا جا چکا ہو یا جسکا مسح کیا جاچکا ہو تو وضو صحیح ہے۔

مسئلہ نمبر ۴ :

کوئی شخص وضو کے افعال بلافاصلہ انجام دے لیکن ہوا کی گرمی یا بدن کی حرارت کی زیادتی یا کسی ایسی ہی وجہ سے دورانِ وضو ان جگہوں کی تری جنھیں وہ دھو چکا ہو یا جنکا مسح کرچکا ہو، خشک ہوجائے تو وضو صحیح ہے۔

مسئلہ نمبر ۵ :

وضو کے افعال انجام دینے میں کوئی شخص اتنی تاخیر کرے کہ لوگوں کی نگاہ میں بلافاصلہ نہ کہا جائے تو وضو باطل ہوگا، چاہے اعضاءِ وضو میں سے کوئی بھی خشک نہ ہوا ہو۔

مسئلہ نمبر ۶ :

اگر کوئی شخص ایک مسجد میں نماز نہ پڑھنا چاہتا ہو جب کہ اس مسجد کا پانی صرف وہیں نماز پڑھنے والوں کیلئے وقف ہو تو اس پانی سے وضو کرنا صحیح نہیں ہے۔

*****

سوالات

سوال نمبر۱ : شرائطِ وضو کی فہرست تحریر کیجئے۔

سوال نمبر۲ : وضو کس ترتیب سے کیا جاتا ہے؟

سوال نمبر۳ : وضو کے لئے پانی اور جگہ کے مباح ہونے سے کیا مراد ہے؟

مُبطلاتِ نماز

نماز کو توڑنے والی چیزوں کو مبطلاتِ نماز کہتے ہیں ۔ ان کی تعداد بارہ ہے۔

۱) نماز کی شرط کا باقی نہ رہنا :

شرائط نماز میں سے اگر کوئی ایک شرط باقی نہ رہے تو نماز باطل ہوجاتی ہے مثلاً نماز کی ایک شرط ہے کہ نمازی نے جس لباس سے ستر پوشی کی ہے، وہ غصبی نہ ہو۔ اگر نمازی کو معلوم ہوجائے کہ اس کا یہ لباس غصبی ہے تو اس کی نماز باطل ہوجائے گی۔

۲) وضو، غسل یا تیمّم کا باطل ہوجانا :

نماز کے دوران نمازی عمداً یا سہواً ایسی چیز سے دو چار ہوجائے جس کے باعث اس کا وضو، غسل یا تیمم (جو بھی کیا تھا) باقی نہ رہے تو اس کی نماز باطل ہوجائے گی۔

۳) ہاتھوں کا باندھنا :

نمازی اپنے ہاتھ کو اس نیت سے باندھے کہ ایسا کرنا جزو نماز ہے تو نماز باطل ہے ، البتہ بھول کر یا مجبوری کی بنا پر ایسا کرے تو نماز باطل نہ ہوگی۔

۴) سورۃ فاتحہ کے بعد "آمین" کہنا:

نمازی سورۃ فاتحہ کے بعد جزو نماز سمجھتے ہوئے "آمین" کہے تو نماز باطل ہے، البتہ بھول کر یا مجبوری کی بناء پر ایسا کرے تو نماز باطل نہ ہوگی۔

۵) قبلہ سے رخ پھیرنا:

نمازی جان بوجھ کر اتنا دائیں یا بائیں مڑ جائے کہ اسے قبلہ رخ نہ کہا جاسکے تو اس کی نماز باطل ہے۔

۶) کلام کرنا:

نمازی نماز کی عبارتوں، ذکر خدا، قرآن مجید اور دعا کے علاوہ جان بوجھ کر کوئی ایسا کلمہ کہے جو ایک حرف یا اس سے زیادہ پر مشتمل ہو، چاہے اس کے کوئی معنی نہ بھی ہوں تو اس کی نماز باطل ہے۔ (البتہ بعض مجتہدین کے نزدیک ایک حرف سے جو معنی نہ رکھتا ہو، نماز باطل نہیں ہوتی)

۷) آواز سے ہنسنا:

نمازی جان بوجھ کر آواز سے ہنسے تو اس کی نماز باطل ہے، البتہ سہواً آواز کے ساتھ ہنسے یا جان بوجھ کر بغیر آواز کے ہنسے تو اس کی نماز صحیح ہے۔

۸) دنیاوی کاموں کے لئے رونا:

نمازی جان بوجھ کر دنیاوی کام کے لئے آواز سے روئے تو اس کی نماز باطل ہے۔ احتیاطِ واجب یہ ہے کہ بغیر آواز کے بھی نہ روئے۔

نمازی اگر خوفِ خدا یا آخرت کے لئے روئے خواہ آہستہ روئے یا بلند آواز سے، تو اس کی نماز صحیح ہے بلکہ ایسا کرنا بہترین اعمال میں سے ہے۔

۹) نماز کی شکل کا باقی نہ رہنا:

نمازی جان بوجھ کر یا سہواً کوئی ایسا کام کرے جس سے نماز کی شکل باقی نہ رہے مثلاً تالیاں بجانا، اچھلنا وغیرہ تو اس کی نماز باطل ہے۔

۱۰) کھانا یا پینا:

نمازی جان بوجھ کر یا سہواً کوئی چیز اس طرح کھائے یا پیئے کہ لوگ کہیں کہ وہ شخص نماز نہیں پڑھ رہا ہے تو اس کی نماز باطل ہے۔

حالتِ نماز میں نمازی کوئی ایسی غذا نگل لے جو منہ یا دانتوں میں رہ گئی ہو تو نماز باطل نہیں ہے۔

۱۱) رکعت کی تعداد کے بارے میں بعض شکوک :

نمازی دو رکعتی یا تین رکعتی واجب نماز میں رکعت کی تعداد کے بارے میں شک کرے تو اس کی نماز باطل ہے بشرطیکہ وہ شک کی حالت پر باقی رہے۔

چار رکعتی نماز میں بعض شکوک ایسے ہیں جن کی وجہ سے نماز باطل ہوجاتی ہے۔ ان کی تفصیل فقہ کی بڑی کتابوں میں دیکھی جاسکتی ہے۔

۱۲) واجباتِ رُکنی یا غیر رُکنی میں کمی یا زیادتی کرنا :

نمازی واجباتِ رُکنی میں سے کسی رکن (مثلاً رکوع) کو کم یا زیادہ کردے، چاہے ایسا کرنا غلطی سے ہو یا جان بوجھ کر، تو اس کی نماز باطل ہے۔ (بعض مجتہدین نے اس کی تعریف مختلف کی ہے۔ اس کی تفصیل فقہ کی بڑی کتابوں میں دیکھی جاسکتی ہے)۔

کسی واجب غیر رُکنی (مثلاً کسی رکعت کا ایک سجدہ) کو نماز میں جان بوجھ کر کم یا زیادہ کردے تو اس کی نماز باطل ہے، البتہ ایسا کرنا غلطی سے ہو تو نماز صحیح ہے۔

*****

Darjae Huftum

سوالات

سوال نمبر۱ : مُبطلاتِ نماز کی فہرست تحریر کیجئے۔

سوال نمبر۲ : نماز میں کن کن کلمات کے پڑھنے کی اجازت ہے ؟

سوال نمبر۳ : کس صورت میں نمازی کے ہنسنے سے نماز باطل ہوجاتی ہے ؟

سوال نمبر۴ : حالتِ نماز میں رونے کے بارے میں کیا حکم ہے ؟

Darjae Huftum

روزے کے احکام

روزہ دین اسلام کا ایک اہم رکن ہے ۔ اس عبادت کو بجا لانے سے انسان میں تقویٰ پیدا ہوتا ہے یعنی اس میں بُرے کاموں سے بچنے اور نیک کام کرنے کا جذبہ ابھرتا ہے۔ سورۃ البقرہ میں ارشاد ہوا ہے:

"اے ایمان والو! تم پر روزہ فرض کیا گیا ہے
جس طرح تم سے پہلے کے لوگوں پر فرض کیا
گیا تھا تاکہ تم میں تقوٰی پیدا ہو"

روزے کے بے شمار فوائد ہیں ۔ اس کے ذریعے انسان میں شکر گزاری ، صبر کرنے اور برائیوں سے بچنے کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ روزہ رکھ کر بھوک اور پیاس کی شدت اور تکلیف کا احساس ہوتا ہے اور اس سے غریب بھائیوں کی مدد کی خواہش پیدا ہوتی ہے ۔ روزہ انسانی جسم کے اندرونی نظام کی اصلاح کرتا ہے اور جسم میں موجود نقصان دِہ فاضل مادّوں کو ختم کر دیتا ہے۔

روزہ رکھنے سے دنیاوی فوائد کے علاوہ ہمیں آخرت میں بھی فائدہ حاصل ہوگا ۔ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"روزہ آتش جہنم کے خلاف ڈھال ہے"

روزے سے مراد یہ ہے کہ انسان صبح صادق سے مغرب تک

Darjae Huftum

اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے ان تمام چیزوں سے پرہیز کرے جن سے روزہ باطل ہوتا ہے۔

مُبطلاتِ روزہ میں سے چند یہ ہیں:

۱) کھانا یا پینا:

حالت روزہ میں کوئی چیز کھانے یا پینے سے روزہ باطل ہوجاتا ہے چاہے کم ہو یا زیادہ اور چاہے یہ چیز عام طور پر کھانے یا پینے میں استعمال ہوتی ہو مثلاً روٹی، سالن، پانی وغیرہ یا یہ چیز عام طور پر کھانے یا پینے میں نہ آتی ہو مثلاً مٹی وغیرہ۔

۲) اللہ تعالیٰ، رسول اکرم ﷺ یا آپؐ کے جانشینوں سے جھوٹی بات منسوب کرنا:

اگر روزہ دار زبان سے، لکھ کر، اشارے سے یا ایسے ہی کسی اور طریقے سے اللہ تعالیٰ، رسول اکرم ﷺ یا آپ ﷺ کے حقیقی جانشینوں میں سے کسی سے کوئی جھوٹی بات منسوب کرے تو اسکا روزہ باطل ہوجاتا ہے۔

بنابر احتیاط، جناب فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا سے بھی کوئی جھوٹی بات منسوب نہ کی جائے۔

Darjae Huftum

۳) غبار حلق تک پہنچانا :
حالتِ روزہ میں غلیظ (گاڑھے) غبار کو حلق تک پہنچانے سے روزہ باطل ہوجاتا ہے خواہ یہ غبار کسی ایسی چیز کا ہو جسکا کھانا حلال ہے مثلاً آٹا یا کسی ایسی چیز کا ہو جسکا کھانا حرام ہے مثلاً مٹی۔

۴) سر کو پانی میں ڈبونا :
اکثر مجتہدین کے نزدیک حالت روزہ میں پورا سر پانی میں ڈبونے سے روزہ باطل ہوجاتا ہے۔

۵) صبح صادق تک جنابت ، حیض یا نفاس کی حالت میں باقی رہنا:
اگر کوئی شخص ماہ رمضان المبارک میں جان بوجھ کر صبح صادق تک جنابت ، حیض یا نفاس کی حالت میں باقی رہے تو اس دن کا روزہ باطل ہے۔

۶) قے کرنا :
اگر روزہ دار جان بوجھ کر قے کرے ، اگرچہ بیماری وغیرہ کی وجہ سے ایسا کرنے پر مجبور ہو تو بھی اس کا روزہ باطل ہوجاتا ہے۔

روزے کے متفرق مسائل

مسئلہ نمبر ۱:

روزہ اسی صورت میں باطل ہوتا ہے جب مبطلات روزہ میں سے کوئی بھی فعل جان بوجھ کر انجام دیا جائے ۔ اگر بھولے سے ایسا فعل انجام دیا جائے مثلاً روزہ دار بھول جائے کہ وہ روزے سے ہے اور کوئی چیز کھالے ، تو اس کا روزہ باطل نہیں ہوتا ۔ (البتہ بعض چیزوں میں بھول سے بھی روزہ باطل ہوجاتا ہے)۔

مسئلہ نمبر ۲:

منہ کا لعاب نگلنے سے روزہ باطل نہیں ہوتا ۔ اسی طرح سر اور سینہ کا بلغم جب تک منہ کی فضا میں نہ آجائے ، اسے نگلنے میں کوئی حرج نہیں البتہ اگر یہ بلغم منہ میں آجائے تو بنابر احتیاط اسے نہ نگلا جائے ۔

مسئلہ نمبر ۳:

اگر روزہ دار اللہ تعالیٰ ، رسول اکرم ﷺ یا دیگر معصومین علیہم السلام سے منسوب کوئی روایت نقل کرنا چاہے جس کے بارے میں اسے یہ علم نہ ہو کہ صحیح ہے یا غلط، تو اسے چاہئے

کہ جس سے روایت سنی ہو یا جس کتاب میں لکھی دیکھی ہو، اسکا حوالہ دے۔

مسئلہ نمبر ۴:

حالت روزہ میں انجکشن لگوانے، آنکھ میں دوا ڈالنے، سرمہ لگانے، خوشبو سونگھنے یا لگانے، بدن کے لباس کو تر کرنے، مسواک کرنے، کلی کرنے یا دانت نکلوانے سے روزہ باطل نہیں ہوتا۔ البتہ بعض مجتہدین کے نزدیک غذا اور طاقت کے انجکشن نہیں لگوانے چاہئیں۔

مسئلہ نمبر ۵:

مسافر کے لئے روزہ رکھنا جائز نہیں ہے۔ اس کے لئے حکم ہے کہ ماہ رمضان کے بعد ان روزوں کی قضا کرے۔ یہی حکم اس عورت کے لئے بھی ہے جو حالت حیض یا نِفاس میں ہو۔

مسئلہ نمبر ۶:

جس مریض کے لئے روزہ رکھنا ضرَر کا باعث ہو، اس کے لئے روزہ رکھنا حرام ہے۔ ایسے شخص کو ماہ رمضان کے بعد روزہ کی قضا کرنی چاہیئے۔

Darjae Huftum

مسئلہ نمبر ۷ :

اگر کوئی شخص ماہ رمضان میں جان بوجھ کر روزہ نہ رکھے یا جان بوجھ کر روزہ توڑ دے تو اسے اس روزے کی قضا کے ساتھ کَفّارہ بھی دینا ہوگا ۔ ایک روزے کا کَفّارہ یہ ہے کہ ایک غلام آزاد کرے یا دو مہینے روزے رکھے یا ساٹھ فقیروں کو پیٹ بھر کر کھانا کھلائے ۔

*****

سوالات

سوال نمبر ۱ : روزہ کسے کہتے ہیں؟

سوال نمبر ۲ : روزہ رکھنے سے ہمیں کیا فوائد حاصل ہوتے ہیں؟

سوال نمبر ۳ : روزہ دار بھولے سے مُبطلاتِ روزہ میں سے کوئی فعل انجام دے تو اس کے روزے کے بارے میں کیا حکم ہے ؟

سوال نمبر ۴ : جان بوجھ کر ماہ رمضان کا روزہ نہ رکھنے یا توڑ دینے کا کیا کَفّارہ ہے ؟

Darjae Huftum

سُورَةُ الْاَعْلٰى

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان بڑا رحم والا ہے۔

سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَى ۙ ﴿١﴾ (اے رسولؐ) اپنے بلند ترین رب کے نام کی تسبیح کرو۔

الَّذِىْ خَلَقَ فَسَوّٰى ۙ ﴿٢﴾ جس نے (ہر چیز کو) پیدا کیا ہے اور درست بنایا ہے۔

وَالَّذِىْ قَدَّرَ فَهَدٰى ۙ ﴿٣﴾ جس نے تقدیر معیّن کی ہے اور پھر ہدایت دی ہے۔

وَالَّذِىْٓ اَخْرَجَ الْمَرْعٰى ۙ ﴿٤﴾ جس نے چارہ بنایا ہے۔

فَجَعَلَهٗ غُثَآءً اَحْوٰى ﴿٥﴾ پھر اسے خشک کر کے سیاہ رنگ کا کوڑا بنا دیا ہے۔

سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنْسٰٓى ۙ ﴿٦﴾ ہم عنقریب تمہیں اس طرح پڑھائیں گے کہ بھول نہ سکو گے۔

اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ؕ اِنَّهٗ يَعْلَمُ الْجَهْرَ وَمَا يَخْفٰى ﴿٧﴾ مگر یہ کہ خدا ہی چاہے کہ وہ ہر ظاہر اور مخفی رہنے والی چیز کو جانتا ہے۔

Darjae Huftum

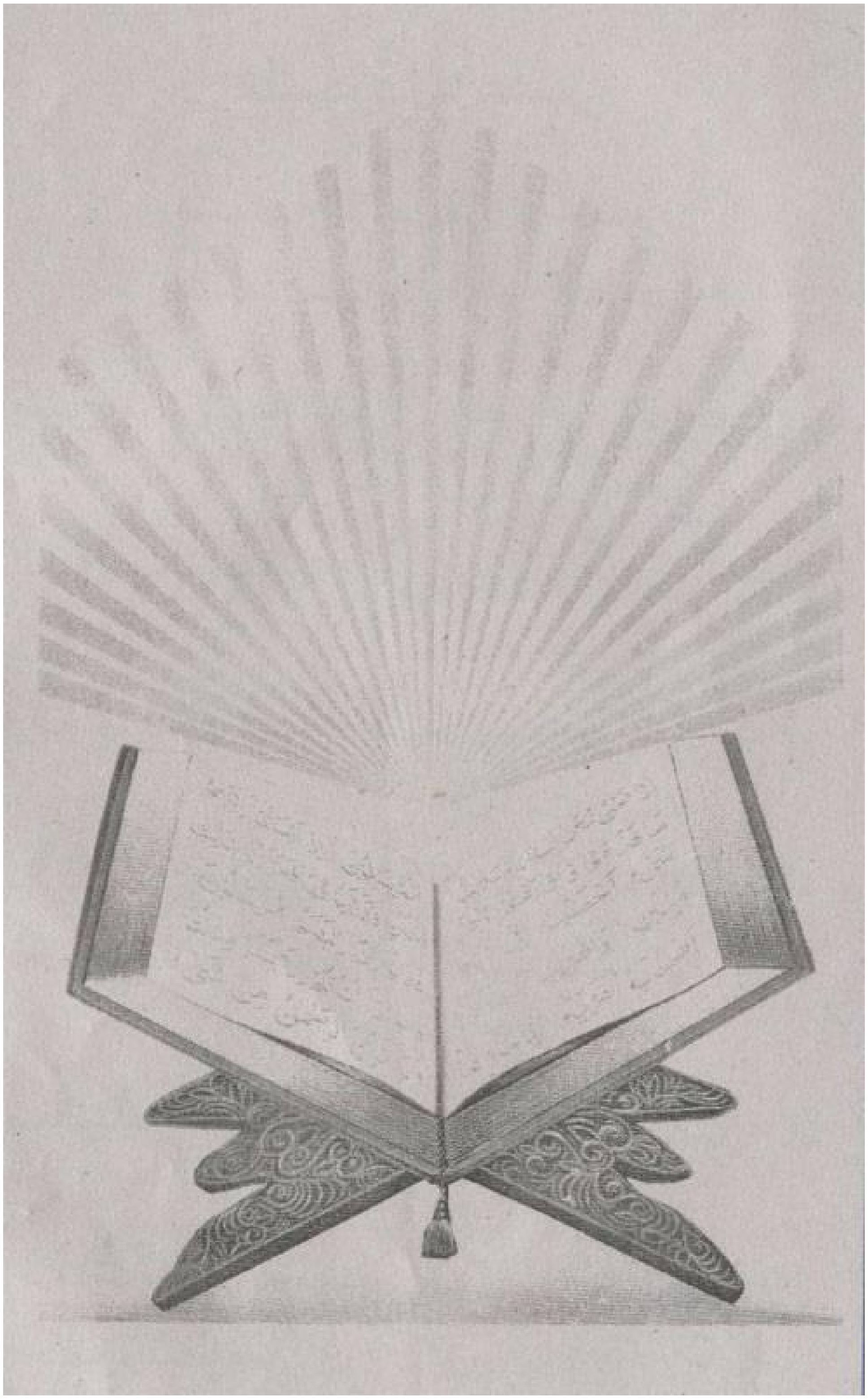

Darjae Huftum

وَنُيَسِّرُكَ لِلْيُسْرٰى ﴿۸﴾	اور ہم تم کو آسان راستہ کی توفیق دیں گے۔
فَذَكِّرْ اِنْ نَّفَعَتِ الذِّكْرٰى ﴿۹﴾	لہٰذا لوگوں کو سمجھاؤ اگر سمجھانے کا فائدہ ہو۔
سَيَذَّكَّرُ مَنْ يَّخْشٰى ﴿۱۰﴾	عنقریب خوفِ خدا رکھنے والا سمجھ جائے گا۔
وَيَتَجَنَّبُهَا الْاَشْقَى ﴿۱۱﴾	اور بدبخت اس سے کنارہ کشی کرے گا۔
الَّذِیْ يَصْلَى النَّارَ الْكُبْرٰى ﴿۱۲﴾	جو بہت بڑی آگ میں جلنے والا ہے۔
ثُمَّ لَا يَمُوْتُ فِيْهَا وَلَا يَحْيٰى ﴿۱۳﴾	پھر نہ اس میں زندگی ہے نہ موت۔
قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى ﴿۱۴﴾	بے شک پاکیزہ رہنے والا کامیاب ہوگیا۔
وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى ﴿۱۵﴾	جس نے اپنے رب کے نام کی تسبیح کی اور پھر نماز پڑھی۔

Darjae Huftum

بَلْ تُؤْثِرُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ﴿١٦﴾	لیکن تم لوگ دنیاوی زندگی کو ترجیح دیتے ہو۔
وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى ﴿١٧﴾	جب کہ آخرت بہتر اور ہمیشہ رہنے والی ہے۔
اِنَّ هٰذَا لَفِى الصُّحُفِ الْاُوْلٰى ﴿١٨﴾	یہ بات تمام پہلے صحیفوں میں بھی موجود ہے۔
صُحُفِ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى ﴿١٩﴾	ابراہیم اور موسیٰ کے صحیفوں میں بھی ہے۔

Darjae Huftum

اقوالِ زرّیں

رسول خدا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

"کل قیامت کے دن میرے نزدیک ترین افراد وہ لوگ ہونگے جو زیادہ سچ بولتے ہوں، امانتوں کی ادائیگی کے لئے کوشش کرتے ہوں، عہد و پیماں پورے کرنے میں زیادہ باوفا ہوں، بہتر اخلاق رکھتے ہوں اور لوگوں سے گھل مل کر رہتے ہوں"

امیرالمؤمنین حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

"جو شخص چغل خوروں کی باتوں کی طرف توجہ دے گا، وہ اپنے عزیز دوست کو کھو بیٹھے گا"

خاتونِ جنّت جناب فاطمہ زہرا سلامُ اللہ علیہا نے فرمایا:

"خداوند عالم نے نماز کو اس لئے قرار دیا کہ تم تکبر سے دور رہو۔ خداوند عالم نے روزہ کو اس لئے قرار دیا کہ تمہارے اندر خلوص پیدا ہو۔ خداوند عالم نے امر بالمعروف و نہی عن

Darjae Huftum

المنکر کو اس لئے قرار دیا کہ معاشرے کی اصلاح ہو"

امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام نے فرمایا:

"اپنا علم لوگوں کو سکھاؤ اور دوسروں کا علم خود سیکھو ، اس طرح تم اپنا علم مضبوط کرلو گے اور جو نہیں جانتے ہو ، اس کا علم حاصل کرلو گے "

سید الشہداء امام حسین علیہ السلام نے فرمایا:

"جو تم کو دوست رکھے گا ، وہ تمہیں بُرائیوں سے روکے گا اور جو تم کو دشمن رکھے گا ، وہ تمہیں بُرائیوں پر ابھارے گا "

*****